

اپنے خروج سے حکماں نے افواہ پر سلطانِ عُشاقِ ان قاریٰ بڑی ترقی کی
کے عارض و کلامات اور حکایات و فہمیات کا لیکے تسبیبِ عوام سے رائے
موسوم ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُصطفى

عَلَيْهِ الْأَمْرُ مُحَمَّدُ حَسَنُ الدِّينُ عَالِمُ الْمُؤْمِنُ مُسْوِنُ بِعَوَالِيَّةِ
(قابل، الالکٹریک سٹریٹ ۱۳) بَرْلِینْ غُربی

کتابخانہ

محمد راشد عالم سلطانی، محمد راشد عالم سلطانی
محمد راشد عالم سلطانی، ربانی محمد عزیز عالم سلطانی
محمد راشد عالم سلطانی، شیخ سعید بن بدر ابراهیم

شہر کا نیکر جس سے معطر ہوا
وہ امین شریعت کا گزار ہے

پینارِ ولایت

حضور امین شریعت، شیخ طریقت، شیبیہ مفتی عظیم ہند حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ سبھیں رضا خال صاحب قبلہ رضوی بریلوی مدظلہ العالی کی عقیدت اُفریں سوانح حیات اور آپ کے والداجد استاذ العلماء حضرت علامہ حسین رضا خال صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اذکار جلیلہ کے ساتھ ولایت و کرامت سے متعلق فضائل و احکام پر مشتمل دینی معلومات کا مستند ذخیرہ، جو نہ صرف عوام بلکہ خواص کے لیے بھی مفید ترین ہے۔

مؤلف:

مولانا تحسین عالم تحسین رضوی، بھاگل پوری

ناشر

محمد اشراق عالم سبھیں، محمد اشتیاق عالم سبھیں، مولانا کاشف رضا خانی سبھیں
حافظ محمد معراج احمد سبھیں، سوناپالی سمبل پور، اڑیسہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: **مینارِ ولایت**
 مؤلف: **مولانا تحسین عالم تحسین** رضوی بھاگپوری
 پروف ریڈنگ: **محمد طفیل احمد مصباحی**
 کمپوزنگ: **پیامی کمپیوٹر گرفکس، مبارک پور**

Mob:09235647041

تاریخ اشاعت: رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ / جولائی ۲۰۱۵ء
 ناشر: محمد اشراق عالم سلطینی، محمد اشتیاق عالم سلطینی، مولانا
 کاشف رضا خانی سلطینی، حافظ محمد معراج احمد سے بیٹھی،
 سوناپالی سمبل پور، اڑیسہ
(ملنے کے پتے).....

- (۱)- حافظ معراج احمد رضوی او ززو یا اسٹور، سوناپالی چوک، سمبل پور
 (اڑیسہ) - پن کوڈ: 768001
- (۲)- الحاج صوفی عبدالرحمن صوفی رضوی، نزدار دو میدیم ایم ای اسکول
 پسندشن پالا، ضلع سمبل پور (اڑیسہ) - پن کوڈ: 768001
- (۳)- نوری منزل، پوسٹ سجان پور کٹور یا ضلع بانکا (بھار)
 پن کوڈ: 813101
- (۴)- محمد طفیل احمد مصباحی، ماونا مہ اشرفیہ، مبارک پور، عظیم گڑھ (یونی)

فهرست مضمون

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۱۰
۲	دعائیہ کلمات: حضرت مولانا محمد سجاف رضا خان صاحب قبلہ سجافی میاں بریلوی دام ظلہ العالی	۱۱
۳	تقدیم: ماہر رضویات حضرت مولانا محمد شہاب الدین رضوی بہراچی دام ظلہ	۱۳
۴	تازرات: احقر العباد محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ	۱۸
۵	اطہارِ سرت: قاضی اہلِ سنت حضرت مولانا محمد کاشف رضا عفی دام ظلہ العالی	۲۲
۶	کلماتِ تشكیر: حافظ وقاری محمد معراج احمد سید یلين	۲۵
۷	مصنف: ایک نظر میں	۲۷
۸	عرضِ مؤلف: مولانا محمد تحسین عالم تحسین رضوی بھاگپوری	۲۸
۹	منقبت در شان ایمیں شریعت، از: مصنف	۳۰

۳۲	امن شریعت کی پہلی زیارت	۱۰
۳۳	دونور کا دل فریب منظر	۱۱
۳۴	شکل و شباہت کی بھول بھلیاں	۱۲
۳۵	دین اسلام کے سچے پاسان	۱۳
۳۷	شبیہ مفتی عظم ہند	۱۴
۳۹	مفتی عظم ہند کی شفقت و محبت	۱۵
۴۰	علم کا کوہ گراں	۱۶
۴۲	فریقین کی باہمی الفت و محبت	۱۷
۴۳	پیارا بچے	۱۸
۴۴	القاب و آداب	۱۹
۴۵	تاریخ ولادت	۲۰
۴۶	جائے سکونت	۲۱
۴۷	رسم تسمیہ خوانی	۲۲
۴۸	امن شریعت کا بچپن	۲۳
۴۹	چھوٹے قیدی کے بڑے نگراں	۲۴
۵۰	تعلیم کی ابتداء اور انتہا	۲۵
۵۱	اساتذہ کرام	۲۶

۵۰	بیعت و خلافت	۲۷
۵۱	مفہی اعظم ہند سے بیعت کا سبب	۲۸
۵۲	عقد و منکحت	۲۹
۵۳	اولاد و اطفال	۳۰
۵۴	مدرسی و تنظیمی خدمات	۳۱
۵۵	دینی، تبلیغی خدمات	۳۲
۵۶	خواب میں کائنیر کاظمارہ	۳۳
۵۷	کائنیر میں علم و معرفت کی روشنی	۳۴
۵۸	امین شریعت کا انداز خطابت	۳۵
۵۹	صبر و استقامت کا پہاڑ	۳۶
۶۰	بخار زمین میں پھولوں کی کھیتی	۳۷
۶۱	امین شریعت کی زندہ جاویدیاد گاریں	۳۸
۶۲	تصنیف و تالیف	۳۹
۶۳	فصاحت و بلاغت کا سدا بہار چن	۴۰
۶۴	مضامین کے دل نشیں عنوانات	۴۱
۶۵	امین شریعت کا ذوق شاعری	۴۲
۶۶	چمنستان لغت	۴۳

۷۳	ہدیہ تبریک: در شان مفتی اعظم ہند	۳۲
۷۴	نظم: عادت نماز کی	۳۵
۷۵	حج و زیارت حرمین	۳۶
۷۵	حسن و جمال کا نورانی پیکر	۳۷
۷۶	حسن اخلاق کا مجسمہ	۳۸
۷۷	مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت	۳۹
۷۹	امتیازی خصوصیات	۵۰
۸۰	ولایت کی سربلندی	۵۱
۸۲	ولی کی خاص پہچان	۵۲
۸۳	ولی کے باطنی اوصاف	۵۳
۸۳	ولایت اور اولیا کے مسائل و عقائد	۵۴
۸۵	اللہ تعالیٰ اپنے ولی کا مددگار ہوتا ہے	۵۵
۸۶	ہر ولی اپنے درجے کی فضیلت رکھتا ہے	۵۶
۸۸	ولی سے اللہ راضی ہے	۵۷
۸۹	ولی کے دشمن سے خدا کا اعلان جنگ	۵۸
۹۰	خداتک پہنچنے کا محبوب ذریعہ	۵۹
۹۱	ولی کے کاموں میں خدا کے کام	۶۰

۹۲	اللہ تعالیٰ ولی میں حلول نہیں کرتا	۶۱
۹۳	اویما مقبول الدعا ہوتے ہیں	۶۲
۹۵	مجد و بُر اور سالک ولی کی کیفیت	۶۳
۹۶	ولی سے عداوت اور اختلاف رائے میں فرق	۶۴
۹۶	انبیا و اولیا کی وفات کا حال	۶۵
۹۸	فاسق و فاجر شخص ولی نہیں ہو سکتا	۶۶
۹۹	فقہ کے تین درجے	۶۷
۱۰۰	تقویٰ کی دو قسمیں	۶۸
۱۰۱	شاعر اللہ کیا ہیں؟	۶۹
۱۰۲	مقام ابراہیم کا مقام	۷۰
۱۰۳	کوئی مرتد یا بدمند ہب ولی نہیں ہو سکتا	۷۱
۱۰۴	بدمند ہبوں کی لمبی لائن	۷۲
۱۰۵	بدمند ہبوں کی تاریخی عمریں	۷۳
۱۰۷	چند ہب کی پہچان	۷۴
۱۰۹	مذہب اہل سنت کی قدامت و حقانیت	۷۵
۱۱۰	بدمند ہب فرقوں کے پیدا ہونے کا سبب	۷۶
۱۲۰	انسانی قبیلہ سازی کا قرآنی مقصد	۷۷

۱۲۱	متقی مسلمان کی محبوبیت	۷۸
۱۲۲	جہشی غلام کی ایمان افروز شرط	۷۹
۱۲۳	سادات کی آڑ میں دنیا کا شکار	۸۰
۱۲۴	کرامت کی کر شمہ سازی	۸۱
۱۲۶	کرامت اور مججزہ وغیرہ میں امتیازی فرق	۸۲
۱۲۷	کرامت کے متعلق فقہی احکام	۸۳
۱۲۹	امین شریعت کی ولایت و کرامت	۸۴
۱۳۱	امین شریعت کے والد علامہ حسین رضا خاں بریلوی	۸۵
۱۳۲	اعلیٰ حضرت سے قربات و نسبت	۸۶
۱۳۳	علم و فضل اور درس و تدریس	۸۷
۱۳۴	تلاندہ	۸۸
۱۳۵	نمایاں خصوصیات	۸۹
۱۳۶	اشاعتی خدمات	۹۰
۱۳۵	حلقة احباب	۹۱
۱۳۶	احباب کارنگ مجلس	۹۲
۱۳۷	مسخروں کو خاموش کرنے کی حکمتِ عملی	۹۳
۱۳۸	ذہانت کی جلوہ گری	۹۴

۱۳۰	تصنیف و تالیف	۹۵
۱۳۰	شعر و شاعری	۹۶
۱۳۲	اتباع شریعت اور حب رسول ﷺ	۹۷
۱۳۳	مغربی تعلیم پر ایک وکیل کو جواب	۹۸
۱۳۴	سخاوت و فراخ دلی	۹۹
۱۳۵	کار سازی و حاجت روائی	۱۰۰
۱۳۷	توکل علی اللہ کا اعلیٰ نمونہ	۱۰۱
۱۳۸	صبر و شکر	۱۰۲
۱۳۸	زندگی کے آخری ایام	۱۰۳
۱۳۸	استاذ العلما کی چند انسوں باقیں	۱۰۴
۱۵۰	حضرت امین شریعت: اہل علم کی نظر میں	۱۰۵
۱۶۷	میرے سب طین: از: حضرت مولانا محمد کاشف رضا حقیقتی مسلم پوریم اڑیسہ	۱۰۶

انساب

اہل سنت و خانوادہ اعلیٰ حضرت کے ان علمائے کرام کے نام جو سنیت، فروع مسلک اعلیٰ حضرت اور اس کی ترویج و اشاعت میں ہمیشہ مصروف عمل رہتے ہیں اور ان ارادت مندوں کے نام جو حضور امین شریعت کی پُر خلوص اتباع میں فروع سنیت کے لیے دام، درمے، قلمے، سخنے روز و شب کوشش ہیں۔

؅ گر قبول افتخار ہے عز و شرف

تحسین عالم تحسین رضوی

دعائیہ کلمات

مرشد طریقت حضرت مولانا محمد سجحان رضا خان سجحانی میاں
دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف

نبیرہ استاذ زمان حضرت علامہ مولانا محمد سبطین رضا خاں
صاحب مدظلہ العالی خاندان اعلیٰ حضرت میں اہم شخصیت کے
حاصل ہیں، ان کی دینی، مسلکی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے، دینی
خدمات کے تعلق سے اکثر بریلی شریف سے باہر رہے، سلسلہ عالیہ
رضویہ کے فروع و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا، ضعف و نقاہت کے
عالم میں بھی رشد وہادیت کا سلسلہ جاری ہے، بلاشبہ ان کی ذات
اہلِ سنت کے لیے عظیم سرمایہ ہے۔

مجھے یہ جان کر بے حد سرست ہوئی کہ مولانا محمد تحسین عالم
صاحب بھاگل پوری نے نبیرہ استاذ زمان کی دینی خدمات کے
حوالے سے ایک کتاب ترتیب دی ہے۔

اللہ رب العزت جل جلالہ مصنف زید مجده کی اس سعی کو
مشکور فرمائے اور کتاب کو قبول عام کا اعزاز بخشئے اور مزید دینی و قلمی
خدمات کی توفیق رفیق سے نوازے، اور نبی کریم ﷺ کے طفیل
صحت وسلامتی کے ساتھ عمر دراز فرمائے۔

دعا گو:- فقیر قادری محمد سبحان رضا سبحانی غفرلہ

سبجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف

۶ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ

تقدیم

ماہر رضویات حضرت مولانا محمد شہاب الدین رضوی دام نظره العالی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے خانوادہ کی عظیم المرتبت اور مہتمم بالشان شخصیت امین شریعت، رہبر طریقت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا قاری بریلوی بن استاذ العلما مولانا حسین رضا خاں بریلوی (م ۱۲۰۳ھ / ۱۹۸۲ء) بن استاذ ز من حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی (م ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) بن امام المتكلّمين حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) بن مجاهد جنگ آزادی مولانا رضا علی خاں نقشبندی بریلوی (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) دنیاے اسلام میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ جب راقم السطور نے زمانہ طالب علمی ۱۹۹۰ء / ۱۳۱۰ھ میں ایک کتاب بنام ”مفتی عظم اور ان کے خلفاء“ مرتب کی تو آپ کے برادر اصغر محبوب العلما علامہ مولانا الشاہ حبیب رضا خاں نوری بریلوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ (م ۱۳۳۵ء / ۲۰۱۳ھ) سے عرض کیا کہ آپ کے برادر اکبر حضرت امین

شریعت مذکورہ العالی تاجدار اہل سنت حضور مفتی عظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ (م ۱۳۰۲ھ / ۱۹۸۰ء) کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ حالات فراہم کر دیں تو شامل کتاب کروں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ”کانکنیر کے پتہ پر خط لکھو، بھائی صاحب جواب ضرور دیں گے۔ میں نے فوراً خط لکھا جس کا جواب ۹ شوال المکرم ۱۳۱۰ھ / ۱۹۹۰ء کو حضرت امین شریعت نے ایک تفصیلی خط کے ذریعہ عنایت فرمایا۔ اس میں میری بھروسہ حوصلہ افزائی کی اور پہلا خط میری پہلی ملاقات کا باعث بنا۔ پھر جب بھی آستانہ عالیہ رضویہ تشریف لاتے تو ضرورت ملاقات ہو جاتی۔

آپ کے جدا مجدد استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے علم و فضل اور خاص طور پر فن شعر و شاعری کا شمش جہات عالم میں شہرہ ہے۔ مگر کوئی علمی و تحقیقی کام نہ ہونے کی وجہ سے رقم نے ۱۹۹۲ء میں ماہنامہ سنی دنیا بریلوی کا حسن بریلوی نمبر نکالنے کا عزم کیا، آپ کو خط لکھ کر معلومات اور مضمون کی درخواست کی، جواب میں ہر ممکن علمی تعاون کی یقین دہائی کرائی اور حسن بریلوی نمبر شائع کرنے پر مبارک باد دی۔ ۱۹۹۳ء کی بات ہے کہ آپ کے والد مجدد استاذ اعلما مولانا حسین رضا خاں بریلوی کی حیات اور

خدمات پر میں نے ایک کتاب مرتب کی، آپ سے تقریظ لکھنے کی درخواست کی تو آپ نے ایک بہترین تاثر کے ساتھ دعائیے کلمات عنایت فرمائے جس کو ”مولانا حسین رضا خان بریلوی حیات و کارنامے“ میں شائع کر دیا ہے۔

۷/۱۹۲۷ء / ۱۳۴۶ھ میں پیدا ہونے والی یہ ذات با برکات (علامہ سبطین رضا خاں بریلوی) خاندان امام احمد رضا خاں کی بزرگ ترین ذات گرامی ہے۔ آپ کے اندر سادگی، زهد و تقویٰ، حلم و برد پاری، عجز و انساری، شفقت و محبت اور علمی جلالت کے ساتھ فن تفسیر و حدیث اور فقہ حنفی میں مکمل دسترس پائی جاتی ہے۔ آپ عظیم فقیہ و محدث ہونے کے ساتھ ہی بہتر نبض شناس طبیب بھی ہیں۔

شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ / جنوری ۱۹۶۱ء میں اپنے حقیقی مامول مولانا عبد الہادی خاں بریلوی کے مکان سے متصل باضابطہ طور پر مطب قائم کیا، جہاں پزپض کی تشخیص اور علاج و معالجہ کے ساتھ غرباً کی مدد اور دعا و تعویذ نویسی کا بھی سلسلہ شروع کیا تھا۔ چند دنوں میں ہی مطب نے اتنی شہرت اختیار کر لی تھی کہ پورے رو ہیل کھنڈ اور دور دراز علاقوں سے حاجت مندوں و ضرورت کیشون کاتا تھا لگنے لگا۔

۸/۱۹۲۵ء / ۱۳۴۴ھ میں جماعت الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان

بریلوی (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) کے ذریعہ مراد آباد میں پیش کیا جانے والا چار نکاتی فلاجی پروگرام کو مزید تقویت دینے اور ملک کی مذہبی، علمی، سماجی اور سیاسی صورت حال پر جماعت اہل سنت کا کیا موقف اور لائجہ عمل ہونا چاہیے، اس موضوع پر اس وقت کے مشحودہ ہندوستان پر مشتمل سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۱۹۴۶ء / ۱۳۶۶ھ میں حضرت امین شریعت نے شرکت کی اور گرم جوشی کے ساتھ قومی و ملی مسائل کے حل کے لیے کوشش رہے۔ تادم تحریر بر صغیر میں آپ کی واحد ذات ہے جو جمہور علماء مشائخ اور عوام کے اس عظیم الشان اجتماع کے عینی شاہد ہیں جس میں تقریباً متحده ہندوستان کے پچاس ہزار علماء مشائخ و قائدین ملت اور پانچ لاکھ عوام نے شرکت کی تھی۔ آپ کی یاد داشتوں کو جمع کر کے ایک بہترین علمی و تاریخی دستاویز تیار کی جا سکتی ہے۔

زیر نظر کتاب ”مینارِ ولایت“ حضرت علامہ مولانا تحسین عالم صاحب قبلہ رضوی بھاگل پوری مدظلہ العالی کی تصنیف کردہ ہے۔ مولانا تبحر عالم دین اور صاحب قلم و قرطاس ہیں، اور شعر و سخن کا بھی بہترین اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ امسال عرس رضوی (۲۵ صفر المظفر ۱۳۶۶ھ / ۲۰ اگسٹ ۱۹۴۷ء) کے موقع پر آپ کے لاکھ و فالق فرزند اور

نوجوان عالم و فاضل برادر مولانا طفیل احمد مصباحی مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے والد ماجد کا مجموعہ کلام بنام ”مناقب ازہری“ ارسال کیا جس کو ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالا، اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کے اندر زبان و بیان کی شیفتگی اور سلاست و روانی بھر پور انداز میں پائی جاتی ہے۔ یہ کتاب وقت کی ضرورت تھی جس کی تکمیل مولانا موصوف نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صاحب تذکرہ اور تذکرہ نویس کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمر درازی عطا فرمائے اور ایسے ہی سواد عظیم اہل سنت و جماعت کی خدمت کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین بجاه سید الامین الکریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم۔

احقر محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ

ڈاکٹر کیکٹر:

اسلامک رسچ سینٹر سوداگران بریلی شریف

۱۳۳۶ھ ربیع الاول ۱۷

مطابق ۱۵ جنوری ۲۰۱۵ء

تاشرات

از: محمد طفیل احمد مصباحی

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یونیپ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والی عظیم علمی و روحانی شخصیات میں ایک اہم اور نمایاں نام شبیہہ مفتی اعظم ہند، امین شریعت حضتو علا مفتی شاہ محمد سبطین رضا خاں قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ کا بھی ہے۔ امام احمد رضا کا علم، حجۃ الاسلام کا کمال، دادا استاذ زمن کی شاعرانہ عظمت، والد گرامی حسین رضا بریلوی کافہم و تذبر اور مفتی اعظم ہند کا زہدو تقوی، ان تمام اوصاف و خصوصیات کی حامل ذات گرامی علامہ سبطین رضا خاں بریلوی ہیں۔ آپ کے فضل و کمال کے لیے بس یہی کافی ہے کہ آپ صوری و معنوی اعتبار سے ”شبیہہ مفتی اعظم ہند“ ہیں۔ مفتی اعظم کے جلوؤں کی جھلک دیکھنی ہو تو امین شریعت علامہ

سبطین رضا کی کتاب زندگی کا مطالعہ کرو مفتی اعظم ہند کا عالم، تفقہ، تقویٰ و پارسائی، اخلاق و کردار اور عزم و استقلال سب کچھ حضرت امین شریعت کی ذاتِ ستودہ صفات میں پائے جاتے ہیں۔

اسلاف کے کارنامے اخلاف کے لیے نمونہ عمل اور درس ہدایت ہوا کرتے ہیں۔ حضرت امین شریعت کا شمار جماعتِ اہل سنت کے اکابر علماء مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ کی حیات و خدمات بلا شبہ ہمارے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ والد گرامی حضرت مولانا حافظ و قاری محمد تحسین عالم رضوی بھاگل پوری ادام اللہ ظلمہ علینا نے حضرت امین شریعت دام ظلمہ العالی کے محاسن و کمالات اور حیات و خدمات کے مختلف گوشوں کو بڑے اچھوتے انداز میں سپرد قرطاس کر کے ایک قابلِ قدر اور لاکُّ تاش کام انجام دیا ہے۔ حضرت امین شریعت جیسی ہمہ جہت شخصیت کا تعارف و تذکرہ ضروری تھا۔ قابل مبارک باد ہیں وہ حضرات جنہوں نے اس ضرورت کو سمجھا اور حیات سبطین کے منتشر اجزاء کو یکجا کتابی شکل میں منظر عام پر لا کر امین شریعت دام ظلمہ سے اپنی عقیدت و ارادت کا ثبوت دیا۔ مصنف بھی لاکُّ تبریک و تحسین ہیں اور ناشرین بھی

قابلِ قدر اور لا اُقْ صد شگر ہیں۔ مقامِ سرست ہے کہ محسنِ قوم و ملت
جناب مولانا محمد معین الدین رضوی مرحوم (سمبل پور، اڑیسہ) کے
جملہ افرادِ خانہ اور فرزندانِ محبتِ اعلیٰ حضرت کے رنگ میں رنگے
ہیں اور خاندانِ اعلیٰ حضرت کے علماء مشائخ سے غایت درجہ الافت
و محبت رکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ، سبحان اللہ!

ایمنِ شریعت حضنِ علا مفتی شاہ محمد سلطین رضا خاں
 قادری بریلوی دام ظلہ العالی سے پورا گھرنا شرفِ بیعت و ارادت
رکھتے ہیں اور ان کی محبت میں اپنا سب کچھ لٹانے کے لیے ہم
وقت تیار رہتے ہیں۔

گرامی قدر محمد اشراق عالم سلطینی، عالی جناب محمد اشتیاق عالم
سلطینی، قاضی اہل سنت حضرت مولانا محمد کاشف رضا خیلی نجدہ،
حافظ و قاری و شاعر و نعمت خواں محمد معراج احمد سلطینی یہ جملہ
برادر اس شہر سمبل پور میں حضرت ایمنِ شریعت کے بڑے مذاہ،
عقیدت مند اور مریدینِ صادقین میں ہیں۔ انھیں خوش بخت افراد
کے پیغم اصرار اور مشترکہ کاؤشوں کی بدولت یہ کتاب آپ کے
ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔ خاص طور سے برادر گرامی جناب محمد اشتیاق

علم صاحب سلطنتی کے مالی تعاون سے کتاب زیور طباعت و اشاعت سے آراستہ ہوئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان تمام حضرات کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ ان کی عمر و اقبال، ایمان و عمل اور کار و بار و تجارت میں برکتیں عطا فرمائے اور جملہ اہل خانہ کو صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے۔ آمین بجاه سید المرسلین
عليهم التحية والتسليم.

احقر العباد : محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ

خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، عظم گڑھ (یوپی)

۳۰ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ / ۲۱ جون ۲۰۱۵ء

Mob:9621219786

اطہارِ مسرت

قاضی اہل سنت حضرت محمدناکاشف رضا حنفی دام ظله العالی
قاضی نکاح و طلاق شہر سمند پور، حکومت اڑیسہ

علم عمل، اخلاص، زهد و تقویٰ، پارسائی و پاک دامنی، محبت و شفقت، رحمت و رافت، تعظیم و توقیر، ادب و احترام، تواضع و انکساری، حلم و بردباری، ممتازت و سنجیدگی، سادہ لوگی و خوش مزاجی، اخلاق و کردار، شرافت و نجابت، توکل و قناعت، صبر و رضا، ایثار و قربانی، عفت و حیا، فقه و افتاء، امامت و فقاہت، تدبر و بصیرت، شکل و شباہت، ملاحظت و حلاوت، شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت، تصوف و روحانیت، ولایت و کرامت۔

اگر مذکورہ بالا تمام اوصاف و خصوصیات کو باہم جوڑا جائے تو حاصل ضرب "امین شریعت حضرت علام مفتی الشاہ محمد سعیدین رضا قادری بریلوی دام ظله العالی" نکلے گا۔

اللہ اکبر! خاندانِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی سے تعلق رکھنے والی یہ بھہ جہت اور انقلاب آفریں شخصیت کس قدر خوبیوں کی حامل ہے!! ایسی نادرِ زمان اور مایہ ناز ہستی کی حیات و خدمات، افکار و نظریات اور اس کی زندگی و بندگی کو فراموش کر دینا، احسان فراموشی کی سب سے بدترین مثال ہے۔

بلا مبالغہ ہمارے پیر و مرشد حضور امین شریعت دامت برکاتہم القدسیہ ”مرشد لاثانی“ ہیں حضرت سے بیعت و ارادت اور عقیدت و محبت پر ہمیں اور ہمارے پورے خاندان کو فخر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کا سایہ عاطفت دنیاۓ اہل سنت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

برا در گرامی عالی جناب محمد اشتیاق عالم سبطینی دام ظله، عزیزم حافظ و قاری محمد معراج احمد سبطینی سلمہ اور راقم الحروف کی گزارش و اصرار پر حضرت علامہ و مولانا حافظ و قاری محمد تحسین عالم تحسین رضا بھاگل پوری دامت برکاتہم العالی نے ”مینارِ ولایت“ کے نام سے حضور امین شریعت علامہ شاہ محمد سبطین رضا خاں قادری بریلوی ادام اللہ ظله علینا کی حیات و خدمات اور محسان و مکالات پر مشتمل

یہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ فقیر کا شف رضا حنفی سبطینی عفی عنہ کو اس علمی و تحقیقی کام سے بے پناہ مسرت حاصل ہوئی اور روحانی سکون میسر ہوا۔ ہم مولانا کے شکر گزار ہیں۔

حضرت علامہ حسین عالم رضوی بھاگل پوری اس وقت صوبہ بہار کے جیتدھ عالموں میں سے ایک ہیں۔ درس و تدریس، امامت و خطابت، تحقیق و مطالعہ اور ادب و شاعری آپ کا محبوب مشغله ہے۔ شاعری کے میدان میں اپنے وقت کے میر و غالب اور اکبر اللہ بادی ہیں قلم کے بادشاہ، بحرِ شعرو و سخن کے غواص اور آسمانِ علم و تحقیق کے خور شیدر خشائی ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا موصوف کے علم و عمل اور عمر و اقبال میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

رقم الحروف: محمد کا شف رضا حنفی
قاضی نکاح و طلاق شہر سمبل پوراڑی سے

کلماتِ شکر

حافظ و قاری محمد معراج احمد سبطینی، عفی عنہ

رقم الحروف محمد معراج احمد سبطینی عفی عنہ نے حضرت
 علامہ و مولانا حافظ و قاری محمد تحسین عالم تحسین رضوی بھاگل پوری دام
 ظلہ العالی سے مرشد طریقت، امین شریعت حضرت علامہ مفتی الحاج
 الشاہ محمد سبطین رضا خاں قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ کی
 حیات و خدمات اور محسان و کمالات کو کتابی شکل میں ترتیب دینے
 کی خواہش ظاہر کی مولانا تحسین صاحب نے ہماری خواہش کا احترام
 کرتے ہوئے بہت بی اچھوتے انداز میں حضور امین شریعت کی
 کتاب زندگی مرتب فرمائی ہے۔ اس کتاب کی روشنی میں ہم حضرت
 کی زندگی و بندگی اور دیگر اوصاف و کمالات کو چلتی پھرتی شکل میں
 دیکھ سکتے ہیں۔

میرے پاس شکریہ کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ ہم دل کی

گھرائیوں سے حضرت مولانا تحسین عالم رضوی دام ظلہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے ان کی درازی عمر کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں سلامت رکھے اور دارین کی برکتوں اور سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ اس کتاب طباعت و اشاعت میں سب سے زیادہ تعاونِ برادر گرامی جناب محمد اشتیاق عالم سے یہی کا ہے۔ آپ ہی کے کثیر تعاون سے یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔

اللہ عزوجل بھائی اشتیاق عالم سبطینی کو دارین کی سعادروں سے مالا مال فرمائے، اور کاروبار میں ترقی دے اور حضور امین شریعت کے فیوض و برکات سے وافر حصہ عنایت فرمائے۔ آمین بجاه سید المرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم۔

محمد معراج احمد سبطینی عفی عنہ

او نرزو یا اسٹور سونا پالی سمبل پوراڑی سہ

مصنف: ایک نظر میں

پیدائشی نام:

زین العابدین
تحسین عالم تحسین رضوی

قلی نام:

محمد مکال الدین
ولدیت:

۱۰ فروری ۱۹۵۸ء
تاریخ پیدائش:

سبحان پور کشوریہ، ضلع بانکا، بہار
آبائی مقام:

مقامی اردو پر اگمری اسکول و مدارس دینیہ
ابتدائی تعلیم:

فضل دینیات (عربی و فارسی) قاری (قرأت خص صروجہ)
علمی اسناد:

اویب (اردونصاب) میثر یکلیشن (عصری نصاب)
مدرسه فراغت:

دارالعلوم مظہر اسلام بریلی (بیوپی)

بیعت وارادت: مفتی عظم ہند، پیر طریقت حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اخبارات و رسائل میں اشاعت نظم و نثر: روپی نئی دہلی، ماہنامہ علیٰ حضرت بریلی،
سنسنی دینیہ بریلی، ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، سماںی سنسنی آوازنگور،
اصنام و شاکھا پٹنم، نئی دنیا دہلی، رہنمائے دکن حیدر آباد وغیرہ۔

مطبوعات: قانون اسلام نغمات اسعد، معارف المرتيل، وقتی دعائیں،

آنکنہ صداقت، آنکنہ حقیقت، جوابات رضویہ بخرافات باشمیہ،
شان از ہجری تعلیم نماز، اجائے سے اندر ہرے تک، لعلی درخواست۔

موجودہ مشغل: درس و تدریس، تصنیف و تالیف، کتب بینی شعرو شاعری اور
مضمون نگاری وغیرہ۔

غیر مطبوعہ تصانیف: نمکدان، چل میرے خامے بسم اللہ، باغیان علیٰ حضرت کا
اکٹاف، اصلاح معاشرہ، تحسین القراءت، قواعد املاء، نظر تحسین۔

عرضِ مؤلف

عزیزم حافظ معراج احمد رضوی و اشتیاق احمد رضوی سلمہما
 جیسے چند احباب طریقت نے مجھ ناچیز سے فرمائش کی کہ میں حضور
 امین شریعت شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ سبطین رضا
 خاں صاحب رضوی بریلوی مدظلہ العالی کی سوانح حیات پر مشتمل کوئی
 ایسی کتاب لکھوں جونہ صرف عام فہم، سلیس و دلچسپ ہو، بلکہ
 ارباب طریقت و محبت کے لیے ایک دستاویزی حیثیت کی حامل بھی
 ہو۔ احباب کا یہ اصرار جاری ہی تھا کہ حسن اتفاق سے حضرت مولانا
 غلام مرتضی صاحب قبلہ تیغی خطیب و امام نوری مسجد موتی جھرن سنبھل
 پور (اڑیسہ) کی عنایت سے ایک کتاب ”مضامین امین شریعت“ جو
 مولانا اشرف رضا بلودا بازار (چھتیس گڑھ) کی تالیف کردہ ہے، مل
 گئی۔ مجھے اپنی کتاب کے لیے اس سے کچھ اہم مواد حاصل ہو گئے
 اور ان نمبروں کا بھی حصول ہو گیا جن میں حضور امین شریعت کے
 سابق تحریری مضامین شائع ہوئے تھے۔ بس پھر کیا تھا میرا قلم جو چلا

تو اس کتاب کے اختتام پر ہی رکا۔ میں اس کاوش میں کہاں تک
کامیاب ہو سکا ہوں، اس کے متعلق اصحاب فن و اہل علم و نظر ہی اپنی
آرا پیش کریں گے۔

چوں کہ حضرت امین شریعت کی ذات گرامی اللہ کے ولی ہونے کی خاص نشانی محسوس کی جاتی ہے۔ اس لیے میں اپنی اس تصنیف کا نام ”مینار ولایت“ (ولایت کاروشن مینار) رکھتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب قدر یہر مومن کو اس مینار سے نور معرفت حاصل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور اس کے ناشرین و معاونین کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

آمين. برحمتك يا أرحم الراحمين.

فقط: تحریک تحریک تحریک تحریک تحریک، بحدّ صویی

نوری منزل، پوسٹ سجان پور، کٹوڑا پہ

خملع بانکا (بہار) 813101

بتابتارخ: کیم جنوری ۲۰۱۵ء بروز پنج شنبہ مبارکہ

موبايل: 9955623646

منقبت در شان حضور امین شریعت

از تحسین عالم تحسین رضوی بھاگل پوری

جو امین شریعت کا غم خوار ہے
 وہ وفا دار، جنت کا حق دار ہے
 صدق دل سے جو مائل ہے ان کی طرف
 حق تعالیٰ بھی اس کا طرف دار ہے
 جس سے کوٹا نہیں ہاتھ خالی کوئی
 وہ امین شریعت کا دربار ہے
 آپ کے علم و عرفان سے چھتیں گڑھ
 بن گیا دین کا اک چپن زار ہے
 اہل سنت کو اس کی طلب ہو گئی
 شاہ سبطین کا جو طلب گار ہے
 آپ کے دست بیعت پہ جو بک گیا

باغ فردوس کا وہ خریدار ہے
 شہر کانکنیر جس سے معطر ہوا
 وہ امین شریعت کا گلزار ہے
 مسلک اعلیٰ حضرت کے اظہار میں
 دل نشیں آپ کا قول وکردار ہے
 آپ کے دین و تقویٰ کا جو رنگ ہے
 وہ یقیناً ہدایت کا مینار ہے
 مفتی عظم ہند کی شکل میں
 آپ کا خوب نورانی رخسار ہے
 ذات سبطین کا حال مت پوچھیے
 چلتا پھرتا ولایت کا مینار ہے
 کیا لکھے ان کی مدحت میں تحسین کچھ
 جو نہ فن کار ہے، نہ قلم کار ہے

امین شریعت کی پہلی زیارت

۱۹۹۹ء میں جب راقم الحروف سمبل پور (ائزس) کی پلشن مسجد میں امامت و خطابت کی ملازمت پر مأمور تھا، ان دونوں معلوم ہوا کہ حضور امین شریعت پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سعیدین رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی محلہ سوناپالی میں تشریف فرمائیں۔ میں ان کی پہلی بار زیارت کے لیے ارادت مندوں کی مجلس میں جا پہنچا، مگر میں انھیں دیکھ کر صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی سمجھ بیٹھا۔ کیوں کہ ۷۸ء میں جب میں نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں دورہ حدیث کے درجہ فضیلت میں داخلہ لیا تھا، اس وقت دارالعلوم میں صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں بریلوی دام ظلہ شیخ التفسیر والحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ وہ کتب حدیث کا بھی درس دیتے تھے۔

وہاں مجھے پورے ایک سال تک دیگر استاذ کے علاوہ ان کے ساتھ رفاقت اور تدریسی صحبت رہی۔ مگر ان ایام میں بریلوی شریف میں حضرت امین شریعت کو کبھی دیکھنے اور ان سے ملنے کا

اتفاق نہ ہوا تھا۔ کافی عرصہ کے بعد اب جو انھیں دیکھا تو حیرت میں پڑ گیا اور سوچنے لگا کہ آیا صرف نام کی تبدیلی سے علامہ تحسین رضا بریلوی کو دیکھ رہا ہوں یا ان کے وجود میں علامہ سبطین رضا بریلوی کو؟

دونور کا دل فریب منظر

میں جب سلام و دست بوسی کے بعد آپ کے سامنے مجلس میں بیٹھا تو دیکھتا ہوں کہ صدر العلما جیسا وہی انداز تبسم جو حاضرین کو بہت بھائے، وہی طرز تکلم جو ناظرین کے دلوں میں سیدھا اتر جائے، وہی رنگ دروپ جسے دیکھ کر دیکھنے والے کا کبھی جی نہ بھرے، وہی قد و قامت جس کی تصویر دل و نگاہ میں رچ بس جائے، وہی سفید لباس و پوشش کا جو سنت رسول کا آئینہ نظر آئے، وہی شبینی مزان جودل کو راحت بخش ٹھنڈک پہنچائے اور وہی نورانی چہرہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ غرض کہ ہر زاویے سے وہ مجھے صدر العلما علامہ تحسین رضا نظر آئے۔ یہ تو مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ امین شریعت علامہ سبطین رضا خال، صدر العلما علامہ تحسین رضا خال کے برادر اکبر (بڑے بھائی) ہیں، جو صورت و سیرت میں دونوں

برادران کیساں مشابہت رکھتے ہیں، ورنہ میں امین شریعت کو دیکھ کر انھیں صدرالعلماء ہی سمجھ بیٹھا تھا۔ اس واقعہ کے بعد پھر کبھی مجھے امین شریعت کی زیارت میسر نہ ہو سکی، مگر حسب موقع مجھے لوگوں کی زبانی ان کے تبلیغی اسفار اور دینی تعمیری حالات معلوم ہوتے رہے۔

شكل و شباہت کی بھول بھلیاں

امین شریعت علامہ سلطین رضا و صدرالعلماء علامہ تحسین رضا دونوں برادران کی باہمی شکل و شباہت لکھنؤ کی بھول بھلیوں سے کم حرمت انگیز نہیں۔ چنانچہ اس تعلق سے جب میں نے امین شریعت کا مضمون پڑھا تو بہت محفوظ ہوا، جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

برادر عزیز (صدرالعلماء) اور یہ ناجیز اتفاق سے قد و قامت اور شکل و صورت میں کیساں تھے کہ اگر میرا بیاس وہ پہن لیتے، یا میں ان کے کپڑے پہنتا تو دیکھنے والے کو امتیاز مشکل ہوتا کہ کسی دوسرے کا لباس ہے۔ اس زمانہ میں کئی بار ایسا ہوا کہ ضرورت پڑنے پر انھیں لکھ دیا کہ کپڑے سلوا کر بھیج دو تو اپنے ناپ سے سلوا

کر مطلوبہ کپڑے بھیج دیے۔ شکل و صورت میں مشابہت اس درجہ کہ ان سے کوئی صاحب کسی کام کو کہتے اور کچھ دن بعد میں انھیں مل جاتا تو وہ مجھ سے دریافت کرنے لگتے کہ فلاں کام کرنے کے لیے آپ سے کہا تھا، اس کا کیا ہوا؟ یہی معاملہ ان کے ساتھ بھی اکثر ہوتا تھا۔ (صدرالعلماء محدث بریلوی نمبر، ص: ۲۸)

دینِ اسلام کے سچے پاسبان

دینِ اسلام کے علماء کا ملین جن کے فضائل و مراتب قرآن و حدیث میں وارد ہیں، ان سے کسی مردم مون کو مجال انکار نہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”إِنَّمَا يَحْشِي اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ“

یعنی اللہ کے بندوں میں علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

(قرآن مجید، سورۃ الفاطر، پ: ۲۲)

اور حدیث نبوی میں ہے:

”فَضْلُ الْعَالَمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَذْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. إِنَّ اللَّهَ وَمَلِئَكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ

وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةِ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتِ
لَيَصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ۔

یعنی عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری تمہارے
ادنی آدمی پر۔ پھر حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو بھائی سکھانے والے پر
اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے۔ نیز زمین
وآسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں، اور
محچلیاں پانی میں اس کے لیے دعاے خیر کرتی ہیں۔ (ترمذی، مشکوہ)
ایک دوسری حدیث میں ہے:

”إِنَّ الْعَالَمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي
الْأَرْضِ وَالْحَيَّاتُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ۔“

بیشک ہروہ چیز جو زمین و آسمان میں ہے یہاں تک کہ
محچلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعاۓ استغفار کرتی ہیں۔

(ترمذی، ابو داؤد، مشکوہ)

اس قبیل کے علماء کرام، شریعت اسلام کے صحیح پاسبان اور
سچے امانت دار ہوتے ہیں جو اپنے اعمال حسنہ کے ذریعہ قوم و ملت
تک دینی احکام پہنچانے میں ذرہ برابر کوتا ہی نہیں کرتے۔ خواہ اس

کے لیے انہیں کتنی ہی اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے، وہ اپنے علم و عمل سے بندگان خدا کی دینی رہنمائی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔

حضور امین شریعت بھی وہ عالم ربانی، شریعت کے پاسبان اور سچے امانت دار ہیں، جو دینی امانت کو مخلوق خدا تک پہنچانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اسی لیے آپ ”امین شریعت“ کے لقب سے ملقب ہیں کہ آپ نے ہر حال میں شریعت مطہرہ کی نمایاں پاسداری اور رہنمائی کی اور بفضلہ تعالیٰ آج بھی دین و سنیت کے فروغ و استحکام میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

شبیہہ مفتی اعظم ہند

حضور امین شریعت نہ صرف مفتی اعظم ہند کی ظاہری شکل و شbahat کے حامل ہیں، بلکہ ان کی باطنی صفات، خیرات و حسنات، ذکر و شکر، صبر و تحمل، اخلاص و ووفا، عبادت و ریاضت، تقویٰ اور پرہیز گاری وغیرہ تمام صفات حسنة اپنی ذات کے اندر لیے ہوئے ہیں۔ اسی لیے آپ کو ”شبیہہ مفتی اعظم ہند“ بھی کہا جاتا ہے۔ اور مذکورہ

صفات حمیدہ و اخلاق جمیلہ کو دیکھ کر کہنے والے آپ کوشبیہ مفتی عظم
ہند کہتے ہیں۔

مضامین ”امین شریعت“ کے مؤلف مولانا اشرف رضا
صاحب لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ رقم الحروف ہنریت کے دولت کدہ رائے پور
میں تھا، اسی دوران ساؤ تھا افریقہ سے خلیفہ حضور مفتی عظم ہند مولانا
عبدالحمید افریقی صاحب کی غرض سے رائے پور تشریف لائے۔ وہ
حضور مفتی عظم ہند کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ حضور امین
شریعت کی زیارت کیے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا تھا، لیکن جب
انھیں معلوم ہوا کہ حضور امین شریعت تشریف فرمائیں تو دیدار کا شوق
ہوا، اور حضرت کی زیارت کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔
جیسے ہی حضور امین شریعت اپنے جگہ شریف سے باہر تشریف لائے
اور مولانا عبدالحمید افریقی صاحب کی حضور امین شریعت کے چہرہ انور
پرنگاہ پڑی تو بر جستہ کہا: مفتی عظم ہند کو دیکھنا ہے تو امین شریعت کو
دیکھ لو۔

اور اپنے پیر و مرشد کی یاد میں ان کی آنکھیں اشک بار

ہو گئیں، پھر مولانا عبدالحمید افریقی صاحب نے حضور مفتی اعظم ہند کی لکھی ہوئی نعت پاک حضرت کی بارگاہ میں پیش کی۔ اسی طرح جتنے علماء حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر، جو حسن کی کھلی ہوئی کتاب ہے، کہ اٹھتے کہ مفتی اعظم ہند کو دیکھنا ہے تو امین شریعت کو دیکھ لو۔ (مضامین امین شریعت، ص: ۳۴)

مفتی اعظم ہند کی معیت و شفقت

حضور امین شریعت کو بچپن سے ہی مفتی اعظم ہند کی معیت و شفقت حاصل تھی۔ ایسے میں انھیں مفتی اعظم ہند کی کس درجہ شفقت ملی ہوگی اور ان سے کمال فیض حاصل ہوا ہوگا، اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ان کی معیت اور ان کی شفقت و محبت کے تعلق سے امین شریعت خود تحریر فرماتے ہیں کہ سفر و حضر میں، بے شمار جلسوں میں حضرت کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ سب سے پہلے بنارس کی کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۳۶ء میں حضرت مجھے اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

دارالعلوم شاہ عالم (احمد آباد) کے افتتاح کے موقع پر بھی

میں حضرت کے ساتھ تھا جس کے بعد گجرات کے دوسرے مقامات کا تقرر یا ایک، ڈیڑھ ماہ دورہ رہا تھا۔

کانکیر ضلع بستر (مدھیہ پردیش) جہاں حضرت ہی کے ایما پر (جو عالمِ خواب میں فرمایا تھا) احقر ایک عرصہ سے مقیم ہے۔ اس علاقہ کا وہاں کے احباب کے اصرار پر حضرت نے کئی بار دورہ فرمایا اور میں حضرت کی خدمت میں ساتھ رہا۔

(مفیق عظیم نمبر، ماہنامہ استقامت ماہ مئی ۱۹۸۳ء، ص: ۳۵۶)

علم کا کوہ گراں

مولانا محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی اپنی تصنیف "مفیق عظیم ہند اور ان کے خلفاء" میں لکھتے ہیں:

حضرت مولانا سب طین رضا بریلوی نے راقم کے نام ایک مکتوب میں حضور مفتی عظیم ہند کے متعلق یہ چند الفاظ تحریر فرمائے کہ سیکڑوں خوبیاں آپ کی ذات مقدسہ میں پائی جاتی تھیں اور ان کی فطرت و عادات میں داخل تھیں۔ جو خوبیاں سب سے نمایاں نظر آتی ہیں، بلکہ آئے دن جن کا مشاہدہ ہوتا رہتا تھا وہ تھیں ان کی تواضع

اور انکساری، مخلوق خدا کی خدمت گزاری اور دنیا سے بے تعلقی
و بے نیازی کہ جس کا آج کے علماء مشائخ میں فقدان نظر آتا ہے۔
(الاما شاء اللہ) اور یہ وہ پسندیدہ عادیتیں تھیں جن کی وجہ سے انہوں
نے سیکھوں نہیں، ہزاروں نہیں، بلکہ لاکھوں دلوں کو مومہ لیا تھا۔

ذرا غور تو فرمائیے کہ علم کا وہ کوہ گرائ جس کے سامنے وقت کا
بڑے سے بڑا عالم بھی لب کشائی سے گھبرا تا اور ان کے سامنے¹
زانوئے ادب طے کرنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہو،
لیکن کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت سے کسی بھی قول و فعل میں
تعلیٰ، تفوق، برتری کا کبھی بھی اظہار ہوا ہو۔ کبر و نحوت تو دور کی بات
ہے۔ جب کہ آج حال یہ ہے کہ جس کو بھی تھوڑا سا علم حاصل ہو جاتا
ہے وہ غرور علم میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اہم چوں من دیگرے نیست۔
حضرت کی ساری زندگی خدمت خلق میں گزری۔ اپنی صحت و آرام کا
خیال کیے بغیر آخری عمر تک مخلوق خدا کی خدمت کرتے رہے۔

(مفتي عظم ہند اور ان کے خلفاء، ص: ۳۹۰)

فریقین کی باہمی الفت و محبت

امین شریعت نہ صرف حضرت مفتی عظم ہند کی ظاہری شکل و شبہت میں بامکال ہیں بلکہ ان کی پاکیزہ یسرت و عادات کی صفات سے بھی مالا مال ہیں۔ دونوں کی باہمی الفت و محبت بھی ایسی جیسے کسی کامل شیخ کو مرید صادق سے ہوتی ہے۔ ایک شفیق استاذ کو ذہین شاگرد سے ہوتی ہے اور ماں باپ کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ آپ مفتی عظم ہند کے مطلوب بھی ہیں اور طالب بھی، ان کے معشوق بھی ہیں اور عاشق بھی اور ان کے محبوب بھی ہیں اور حبیب بھی۔ غرض کہ دونوں ہستیوں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور سنت مصطفیٰ ﷺ پر چلنے کی حسین ادائیں پیش کی ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ حضور مفتی عظم ہند علیہ السلام آپ کو سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے اور آپ بھی ان کی اتباع کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ آج آپ کا یہ عالم ہے کہ جب آپ کے سامنے مفتی عظم ہند کا ذکر آ جاتا ہے تو فروط محبت میں آپ کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ آپ نے مفتی عظم ہند کے حج بیت اللہ سے واپسی پر جو

انھیں منظوم ہدیہ تبریک پیش کیا تھا اس سے آپ کی والہانہ عقیدت
و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

پیارا بچہ

مفتی اعظم ہند کی شفقت و محبت کے بارے میں امین
شریعت فرماتے ہیں:

میرا زمانہ طالب علمی تھا لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک
مرتبہ عید کی نماز پڑھانے کے لیے مجھے اپنے ہمراہ عیدگاہ لے گئے
تھے۔ چلتے وقت فرمایا تھا کہ گھر سے ایک عمامہ لے لو، میں نے
حضرت ہی کا عمامہ لے لیا اور ساتھ چلا گیا۔ عیدگاہ پہنچنے پر جب
نماز کا وقت قریب آیا تو فرمایا کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہو گیا۔ حضرت
خود اٹھے تو سارا مجمع کھڑا ہو گیا۔ آپ میرے سر پر عمامہ پاندھنے
لگے۔ اسی دوران ایک صاحب نے جو مجھ سے واقف نہ
تھے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو حضرت نے بکمال
شفقت فرمایا کہ آپ نہیں جانتے، یہ میرا بچہ ہے۔ پھر والد صاحب
قبلہ کا نام (حسین بن رضا بریلوی) لے کر فرمایا کہ ان کا لڑکا ہے۔

حضرت نے مجھ ناچیز کو بھی شرف خلافت سے نوازا ہے اور سند خلافت عطا فرماتے وقت میر انام لکھنے سے پہلے اس میں بھی اپنے دست کرم سے ”الولد العزیز“ لکھا ہے جس کا معنی ہیں پیارا بچہ۔

(مفتي عظيم نمبر، ماہنامہ استقامت کان پور، ماہ مئي ۱۹۸۳ء، ص: ۳۵۳)

القاب و آداب

دنیاۓ سنیت کے اکابر علماء اہل سنت و جماعت نے آپ کو جن القاب و آداب سے نوازا، وہ یہ ہیں:

- (۱) امین شریعت، (۲) رہبر شریعت، (۳) حکیم الاسلام،
- (۴) شبیہ مفتی عظیم ہند۔

یہ وہ القاب و آداب ہیں جو علامہ موصوف کی ذات گرامی پر باحسن و جوہ صادق آتے ہیں۔

تاریخ ولادت

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حسین رضا خاں بریلوی کے فرزند ارجمند حضرت علامہ مولانا سب طین رضا خاں مدظلہ النورانی کی ولادت بامسیحہ سعادت ماہ نومبر ۱۹۲۷ء میں محلہ سوداگران بریلی شریف

میں ہوئی۔ (مفہی عظیم ہند اور ان کے خلفا، ص: ۳۸۷)

جائے سکونت

آپ کی جائے پیدائش آپ کا آبائی مکان ہے، جو خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ محلہ سوداگران، بریلی شریف (بیوپی) کے عقب میں واقع ہے۔ اس مکان میں ایک عرصہ تک آپ کے دادا مولانا حسن رضا بریلوی سکونت پذیر رہے۔ اس کے بعد آپ کے والد ماجد مولانا حسین رضا بریلوی رہتے رہے، پھر والد ماجد کی وجہ سے پرانا شہر محلہ کانکیر ٹولہ، بریلی میں منتقل ہو گئے۔ پرانا شہر کا یہی محلہ آج آپ کا مسکن ہے۔

۱۹۷۴ء میں رقم الحروف کو ایک ہم سبق طالب علم کے ساتھ آپ کے دولت کدہ پر جانے اور آپ کے والد ماجد مولانا حسین رضا خاں بریلوی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ والد گرامی نے ہمیں محبت سے اپنی چارپائی پر اپنے ساتھ بٹھا کر لال چائے سے ہماری خاطر داری کی تھی، جواب بھی یاد ہے۔ ان دونوں آپ بریلی سے باہر قیام پذیر تھے جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا گیا۔

رسم تسمیہ خوانی

جب آپ کی نئی سی عمر تھی تو آپ کے والدین کریمین نے آپ کے لیے تسمیہ یعنی بسم اللہ خوانی کا خاص انتظام کیا۔ آپ کے لیے عمدہ قسم کے نئے نئے کپڑے سلوائے گئے۔ آپ کو خوب سجا سنوار کر نسخا دو لہا بنایا گیا اور آپ کے چھوٹے دادا حضرت مولانا محمد رضا قادری بریلوی علی الختنے نے بسم اللہ پڑھانے کی رسم ادا کرائی۔ اس خوشی کی تقریب میں آپ کے بہت سے قربی رشتہ دار اور والد ماجد کے احباب کثیر تعداد میں شریک محفل تھے۔ یہ رسم تسمیہ آپ کے ماموں مولانا عبدالہادی صاحب کے مکان میں ہوتی۔

امین شریعت کا بچپن

آپ کا بچپن والدین کی نہایت شفقت و محبت کے زیر سایہ ناز نعم اور خیر و خوبی کے ساتھ گزرا۔ عام طور پر چھوٹے اور نو عمر بچے لہو و لعب اور کھیل کو دکی طرف زیادہ مائل رہتے اور سارا وقت کھیل کو د میں برباد کرتے ہیں، مگر آپ کا معاملہ ایسا نہیں تھا۔ بے جا لہو

ولعب سے دور رکھنے کے لیے آپ کی خاص نگرانی کی جاتی تھی۔ محلے کے شریروں اور کھلنڈرے بچوں سے ملنا سخت منع تھا۔ اس لیے آپ کی شرست میں طفلا نہ شرات کا کوئی عنصر غالب نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بچپن میں آپ کی پیشانی سے متانت و سنجیدگی اور ذہانت و شائستگی کا نور پیکتا تھا۔

چھوٹے قیدی کے بڑے نگراں

جس مکان میں آپ کا بچپن گزرا، اس میں ایک طرف آپ کے نانا جان کی بیٹھک تھی تو دوسری طرف ماموں صاحب کی۔ دونوں صاحبان خاص طور پر آپ کی نگرانی کرتے تھے، اگر والد ماجد نہ ہوتے تو ان کا خادم جسے انھوں نے بچپن سے پالا تھا، اس کو حکم تھا کہ میری غیر موجودگی میں ان کی نگرانی رکھو کہ گھر سے باہر نہ جانے پائیں۔ اس طرح آپ گھر میں قید و بند کے پابند کردیے گئے تھے اور آپ کے خاص نگراں شفیق نانا، ماموں اور گھر کے خادم تھے۔ اس نگرانی کے آپ ایسے عادی ہو گئے تھے کہ جہاں محلے کے دوسرے بچے کھیل کوڈ اور شرات میں وقت گنو تھے تھے،

آپ شوق سے کتابیں پڑھنے اور لکھنے کی مشق میں مصروف رہتے تھے۔ گویا آپ کی علمی و قلمی مصروفیت زبان حال سے کہتی تھی۔ مجھے دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن میرا مروں گا میں کتابوں پر، ورق ہو گا کفن میرا

تعلیم کی ابتداء اور انتہا

آپ کی تعلیم کا آغاز گھر سے ہوا یعنی آپ کے ابتدائی استاد والدین ہیں۔ قرآن پاک حافظ سید شبیر علی رضوی بریلوی سے پڑھا۔ ابتدائی فارسی، اردو اور خوش نویسی کی مشق خود والد ماجد نے کرائی۔ خطوط نویسی کی کتاب اور فارسی ماموں مرحوم سے بھی پڑھی۔ اس وقت شمس العلما قاضی شمس الدین رضوی جونپوری جامعہ رضویہ واقع مرزاںی مسجد محلہ گھیر جعفر خاں پرانا شہر بریلی میں مدرس تھے، ان سے میزان، منشعب وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ آپ ان کے ہمراہ روزانہ مدرسہ جایا کرتے تھے۔ ان کی صحبت با برکت نے آپ کو علم کا کندن بنادیا۔

آپ نے بچپن ہی سے علم فقہ وغیرہ میں مہارت حاصل کر

لی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں داخلہ لیا اور ابتداء سے انتہا تک تمام کتب متداولہ کی یہیں پر تعلیم حاصل کی اور یہیں سے سند فضیلت پائی۔ علم طب کی خاطر دو سال کے لیے آپ اپنے رفیق درس مولانا فیضان علی رضوی بیسلپوری کے ہمراہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے جدید علوم میں ماہرین علوم سے فیض حاصل کیا۔

اساتذہ کرام

آپ نے جن اساتذہ کرام سے باضابطہ تعلیم حاصل کی، وہ علم و فن میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کے اساتذہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) استاذ العلما علامہ حسین بن رضا خاں بریلوی، (۲) صدر الشریعہ علامہ امجد علی عظی مصنف بہار شریعت، (۳) محمد عظیم پاکستان علامہ سردار احمد خاں، (۴) شمس العلما علامہ قاضی شمس الدین احمد جعفری جوپوری مصنف قانون شریعت، (۵) مولانا طفیل احمد صاحب پنجاب، (۶) مولانا عبدالحفیظ صاحب بریلی شریف،

(۷) شیخ الادب مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی، (۸) مولانا حافظ عبد الرؤف رضوی بلیاوی، (۹) علامہ مفتی وقار الدین صاحب، (۱۰) مولانا ظہیر الدین زیدی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، (۱۱) علامہ غلام یسین رضوی، پورنوی، (۱۲) مولانا عبد الہادی صاحب بریلی شریف، (۱۳) حافظ سید شبیر علی رضوی بریلی شریف۔

ان اساتذہ کرام کے علاوہ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند علی الحنفی سے بھی علمی و روحانی فیوض حاصل کیے۔

بیعت و خلافت

آپ کے والد ماجد علی الحنفی نے آپ کو نو عمری ہی میں حضور مفتی اعظم ہند علی الحنفی کے دست حق پرست پر بیعت کرایا تھا۔ حضور امین شریعت کو حضور مفتی اعظم ہند علی الحنفی نے اجازت و خلافت اور نقوش و تعویذات کی اجازت بھی فرمائی۔ آپ کے والد ماجد علامہ حسین رضا خاں علی الحنفی، حضور اعلیٰ حضرت علی الحنفی سے اجازت و خلافت حاصل ہونے کے باوجود کسی کو مرید نہیں فرماتے بلکہ جو بھی آپ کی بارگاہ میں مرید ہونے کو حاضر ہوتا تو آپ اسے حضور مفتی اعظم

ہند علیہ السلام سے مرید ہونے کا مشورہ دیتے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے تینوں صاحبزادوں (حضور امین شریعت حضرت علامہ سبھی طین رضا خاں صاحب، صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ السلام اور حبیب میاں صاحب) کو بھی حضرت مفتی عظم ہند علیہ السلام سے بیعت کرایا۔ (مضامین امین شریعت، ص: ۱۹)

مفتی عظم ہند سے بیعت کا سبب

برا در حضور امین شریعت حضرت حبیب میاں صاحب فرماتے ہیں:

جب والد محترم نے ہم تینوں بھائیوں کو حضرت مفتی عظم ہند علیہ السلام سے بیعت کرایا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور آپ نے اپنے شہزادوں کے لیے حضور مفتی عظم ہند علیہ السلام کا انتخاب کیوں فرمایا؟ تو آپ ارشاد فرمانے لگے: میں نے حضور مفتی عظم ہند علیہ السلام کا بچپن دیکھا، پھر جوانی دیکھی اور اب بڑھا پا دیکھ رہا ہوں۔ انھیں ہمیشہ عالم باعمل (اپنے علم پر عمل کرتے ہوئے) پایا۔ لہذا میں نے اپنے تینوں بیٹوں کی بیعت کے لیے انھیں کا انتخاب کیا ہے۔ (ص: ۱۹)

عقد و مناکحت

حضور مفتی اعظم ہند علیہ السلام کے انتخاب سے آپ کی شادی فتح پور کے ایک علمی و مذہبی گھر ان میں ہوئی۔ یہ شادی ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء بروز چہار شنبہ بعد نماز عصر بڑی مسجد آم والی محل جہانگیر آباد (بھوپال) میں حضرت علامہ مفتی عبدالرشید خاں فتح پوری علیہ السلام کی صاحب زادی کے ساتھ ہوئی۔ مفتی اعظم ہند علیہ السلام کی موجودگی میں مفتی مالوہ حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمن صاحب اندوری نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ عقد نکاح کی رسم شریعت کے مطابق نہایت سادہ طریقہ سے ادا کی گئی۔

اولاد و اطفال

آپ کو سات اولاد ہوئیں، جن میں دو صاحب زادوں کا انتقال ہو گیا، باقی دو صاحب زادے (۱) سلمان رضا خاں، (۲) نعمان رضا خاں اور تین صاحب زادیاں بقید حیات ہیں۔

تدریسی و تنظیمی خدمات

دنی علوم سے آرستہ و پیراستہ ہونے کے بعد حضور امین شریعت نے درس و تدریس کا آغاز دارا لعلوم مظہر اسلام بریلی سے کیا۔ اس کے بعد قاری غلام مجی الدین شیری رضوی کے مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال میں تین سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اس دوران مدارس اسلامیہ کے سالانہ امتحانات میں ممتحن کی حیثیت سے شرکت کی۔ ۱۹۵۸ء میں ناگ پور تشریف لائے اور جامعہ عربیہ اسلامیہ کے نظام اعلیٰ مقرر کیے گئے اور تین سال تک اس عہدہ پر قائم رہے۔ نظام اعلیٰ کی حیثیت سے آپ مجلس شوریٰ کے خاص رکن بھی رہے۔ مجلس شوریٰ کے اراکین آپ کی خداداد صلاحیت و ذہانت سے بہت متاثر تھے۔ دانشوران قوم آپ کے مشوروں کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

۱۹۶۳ء میں مدھیہ پردیش کے کانکیر، کیش کال ضلع بستر میں مدارس و مساجد کی تعمیرات میں اساسی طور پر اہم حصہ لیا۔ مدرسہ فیض الاسلام کیش کال میں ۱۵ سال سے زیادہ عرصہ تک

تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دیں۔ ابھی آپ رائے پور میں ادارہ اہل سنت کھر پرسٹھ نگران ہیں۔ الغرض بریلی سے لے کر نینی تال، ناگ پور، کانکنیر، کیش کال اور رائے پور تک آپ نے جس اخلاص و محبت اور بے لوث خدمات کر کے دینی فرائض انجام دیے ہیں، انھیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

دنیٰ اور تبلیغی خدمات

حضور امین شریعت کے مریدین و معتقدین کی کثرت، تعداد اور مدارس و مساجد کی تعمیرات اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپ کی دینی و تبلیغی خدمات وسیع اور کثیر ہیں۔ جن کے لیے آپ نے برسوں بے اندازہ جدوجہد کی ہے اور اس کے لیے ذہنی اور جسمانی طور پر بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ ان کے لیے سفر و حضر کی صعبوبتیں اور تکلیفیں بھی برداشت کی ہیں۔ ساتھ ہی آپ کو حکومت وقت اور عوام کا لानعام کی طرف سے بہت سی اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے۔

دراصل حضور امین شریعت صرف نام کے پیر نہیں جو اپنے

مریدوں کے گھروں میں دھرناؤ ادا کر سہولت کی رو شیاں توڑتے اور عیش و آرام کی زندگی بس رکرتے ہیں۔ آپ وہ مرشد برحق اور سچے شیخ طریقت ہیں جو خود دیتے اور دوسروں کو دلاتے ہیں، خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ غریبوں، محتاجوں کی خبر گیری کرتے اور حسب حیثیت ان کی مدد کرتے ہیں۔ آج بھی ان کے عالی خاندان کی یہ ریت ہے کہ:

آتا ہے فقیروں پر انھیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

خواب میں کانکیر کا نظارہ

۱۹۴۳ء میں حضور امین شریعت شہر کانکیر ضلع بستر (چھتیس گڑھ) تشریف لائے۔ جب آپ نے وہاں کا نظارہ کیا تو فرمایا: یہ تو وہی جگہ ہے جسے میں نے عالم خواب میں دیکھا ہے۔ یعنی جب آپ برلی شریف میں تھے تو خواب میں دیکھا کہ ایک ندی ہے، جسے دودھ ندی کہا جاتا ہے، اس میں آگے آگے حضور مفتی عظیم ہند علی الحنفۃ ہیں ان کے پیچھے مفتی عبد الرشید فتح پوری اشرفی علی الحنفۃ ہیں (جو

حضور امین شریعت کے سر صاحب تھے) اور ان کے پیچھے میں ہوں لیعنی (امین شریعت)۔ کچھ روز آپ وہاں رہے، پھر وہاں کے لوگوں کے اصرار پر آپ مستقل طور پر وہیں رہنے لگے۔

(مضامین امین شریعت، ص: ۲۹)

کانکیر میں علم و معرفت کی روشنی

جس زمانہ میں حضور امین شریعت کانکیر تشریف لائے اس وقت پوری مسلم آبادی جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپ نے اس ماحول میں نہایت استقلال و استقامت کے ساتھ رضاۓ الہی پر قائم رہتے ہوئے علم و معرفت کی شمع روشن کی۔ چھتیس گڑھ اور ہندوستان کے اکثر اضلاع کا دورہ فرمایا، جدھر سے گزر جاتے آبادیاں (آپ کی زیارت کے لیے) ٹوٹ پڑتیں اور انسانوں کا میلہ لگ جاتا۔ (ایسے میں) عاشقوں کا ہجوم قابل دید ہوتا۔

(مضامین امین شریعت، ص: ۲۹)

امین شریعت کا انداز خطابت

حضور امین شریعت کی تقریر و خطابت اگرچہ آسان لفظوں

میں سادہ اور سنجیدہ ہوتیں ہیں مگر آپ کی سادگی اور سنجیدہ بیانی پر دوسرے پیشہ و رخیبوں اور مقررروں کی لفاظی، چرب زبانی اور شعلہ بیانی قربان ہے۔ خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا خاں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی تقریریں سنجیدہ ہو اکرتی ہیں جن سے سامعین پر محیت طاری ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ کی محبت تو جان ایمان اور ذکر مصطفیٰ ﷺ مومن کی روح کی غذا ہے، لیکن جب بھی آپ اپنے شیریں کلام سے تقریر فرماتے ہیں تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے کہ جہاں سرست و شادمانی کا ذکر ہوتا ہے تو آپ بھی مسرورو دکھائی دیتے ہیں اور جہاں تکلیف یا صدمہ کا ذکر ہوتا ہے تو آپ کے چہرے پر حزن و ملاں کے آثار واضح دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کی اخلاص بھری ہدایت اور دعوت و تبلیغ نے مسلمانوں کے دلوں میں گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ (ص: ۲۲)

صبر و استقامت کا پہاڑ

تاریخ شاہد ہے کہ مااضی میں دین اسلام کے جتنے بھی مبلغین گزرے ان پر بڑی بڑی مصیبتوں اور آفاتیں آئیں اور انھیں امتحان خدا

وندی کے صبر آزمائشوں سے گزرننا پڑا۔

کیوں کہ ارشادِ خداوندی ہے:

أَحَسِبَ الْقَاسُ أَنْ يُتَرْكُ وَأَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا

يُفْتَدُونُ۔ (پ: ۲۰، ع: ۱۲)

یعنی کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

(کنز الایمان)

یعنی جان و مال کے بد لے سخت تکلیفوں، ہر قسم کی مصیبتوں، ذوق والی عبادات توں اور نفسانی خواہشوں کے ترک سے آزمائش ہوگی تاکہ ان کے ایمان کی حقیقت خوب ظاہر اور مومن و منافق میں امتیاز پیدا ہو جائے۔ (تفسیر خراں العرفان)

اہل علم سے یہ بات پوچشیدہ نہیں ہے کہ حضور پاک سرور کائنات ﷺ سے لے کر شہدائے کربلاؑ شیعیان علماؑ کرام اور اولیاء عظام تک کو راہ حق میں بے شمار اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا، اور اس آزمائش میں وہ پورے طور پر کامیاب و کامران بھی ہوئے۔

اس حقیقت کے پیش نظر حضور امین شریعت کو بھی عوام کا لامعnam سے لے کر اعلیٰ حکام وقت تک کی طرف سے بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ مخالفین نے آپ کو خوب تائے، مگر آپ صبر و استقامت کا پہلاں بن کر تبلیغ دین تین اور اشاعت حق کی راہ میں ڈالے رہے۔ بالآخر خداے پاک نے آپ کو کامیابی و فتح یابی سے ہمکنار کیا۔

بخارز میں میں پھولوں کی کھیتی

مدھیہ پر دلیش کے چھتیں جیسی سرز میں جود دین و مذہب، علم و عرفان، تہذیب و تمدن، اسلامی آداب سے یکسر خالی اور بخار تھی۔ حضور امین شریعت نے مسلسل اپنی محنت و کاؤش سے اس میں شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کے رنگ برنگ پھولوں کی کھیتی اگادی، یا یوں کہیے کہ اس خشک اور سنگاخ زمین کو آب معرفت سے سیراب کر کے سرسبز و شاداب اور لہلا تا گلزار بنایا۔

خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا خاں صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ آپ نے ایمان و عقیدے کے ایسے گل

بولے کھلائے کہ یہ بحیرہ میں رشک گلتاں بن گئی۔ آپ نے مقامات کثیرہ کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ آپ کے سفر دنیوی منافع اور ذاتی مقاصد کے لیے نہ تھے، بلکہ صرف اور صرف تبلیغ دین، فروع سینیت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے تھے۔ آپ کا مقصد حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی عظیم ہند علیہما الرحمہ کا مشن لوگوں تک پہنچانا تھا۔ الغرض آپ کے دورے نے بے شمار لوگوں کو پاکیزہ، بے شمار مریضوں کو میسحا اور بے شمار گمراہوں کو ہدایت کا مینار بنادیا۔ (مضاہیں امین شریعت، ص: ۳۱)

امین شریعت کی زندہ جاویدیاد گاریں

روز شب کی مسلسل دینی تبلیغی کاؤشوں کے نتیجے میں آپ کی جوز زندہ جاویدیاد گاریں موجود ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) دارالعلوم امین شریعت کانکیر، (۲) مسجد امین شریعت کانکیر، (۳) دارالعلوم فیض الاسلام کیش کال، (۴) ادارہ شرعیہ اہل سنت رائے پور، (۵) دارالعلوم انوار مصطفیٰ رائے پور، (۶) رضا مسجد رائے پور۔

حضرور امین شریعت کی یہ وہ جیتی جاگتی علمی و عرفانی یادگاریں ہیں جنھیں ہر کوئی آج کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی ملک میں بہت سے مدارس اہل سنت آپ کی سرپرستی میں قائم ہوئے، جواب تک دینی و علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف و تالیف

تصنیف و تالیف میں آپ کی کوئی کتاب تو میری نظر سے نہیں گزری مگر ماہنامہ، رسالوں اور ان کے نمبروں میں آپ کے جو مضامین دیکھے وہ اعتقاد و عمل اور اصلاح وہدایت کے تعلق سے نہایت گراں قدر اور قیمتی ہیں۔ ساتھ ہی اس بات کے متقارضی ہیں کہ

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو بوند بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں
اثر پذیری کے اعتبار سے آپ کے چند مضامین ہی کافی اور
وانی ہیں۔ پھر بھی حسب موقع اصلاح امت کے لیے بہت سے
مضامین لکھے اور ماہنامہ، رسالوں اور نمبروں میں شائع کرائے۔

فصاحت و بлагوت کا سدا بہارِ چمن

حضور امین شریعت کے رشحات قلم سے نکلے ہوئے اصلاحی مضامین کیا ہیں؟ دراصل فصاحت و بлагوت کا سدا بہارِ چمن ہیں، جن میں اعتقاد و عمل، ہیرت و اخلاق، اصلاح و ہدایت اور تصوف و طریقت کے خوش رنگ پھول کھلے ہوئے ہیں جن کی مہک سے مشام ایمان معطر ہو جاتا ہے اور قاری کامل عبادت و تقویٰ کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ یہ اصلاحی مضامین سیکڑوں کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں جنہیں بار بار پڑھنے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

مضامین کے دل نشیں عنوانات

آپ نے اپنے مطبوعہ مضامین میں قوم و ملت کو جن دل نشیں عنوانات سے مخاطب کیا ہے، میں یہاں صرف ان کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں کیوں کہ اس کتاب میں تفصیلات کی گنجائش نہیں ہے۔ جو حضرات آپ کی دل کش تحریروں کو تفصیل سے پڑھنا چاہیں وہ ذکر کردہ ماہناموں کے نمبر اور کتاب ”مضامین امین شریعت“ پڑھ کر معلوم کریں۔

عنوانات مع حوالہ جات حسب ذیل ہیں:

(۱)- منفرد شخصیت۔

(سیرت مفتی عظیم ہند، ماہنامہ استقامت، کانپور، مفتی عظیم نمبر، ماہ مئی ۱۹۸۳ء)

(۲)- ماہ محرم اور مفتی عظیم۔

(سیرت مفتی عظیم ماہنامہ، اعلیٰ حضرت بریلوی، مفتی عظیم نمبر ۱۹۹۰ء)

(۳)- آئینہ قیامت کے سرقة کی پُر اسرار داستان۔

(سارق: مفتی شوکت علی ٹھی دہلوی ایڈیشنری ماہنامہ دین و دنیا دہلی، ماہنامہ سنی دنیا بریلی، مولانا حسن رضا بریلوی نمبر، اگست ۱۹۹۳ء)

(۴)- ہمارا قومی اتحاد اخلاق محمدی کے آئینے میں۔

(ماہنامہ سنی دنیا بریلی، مارچ ۲۰۰۰ء)

(۵)- ان سے (بد عقیدوں سے) اتحاد نہیں ہو سکتا۔

(۶)- اخلاق سے وہ فاتح عالم ہوئے۔

(۷)- اہل طائف کا سلوک۔

(۸)- مسلمان کی شناخت، اخوت و مساوات۔

(۹)- ظلم کا بدلہ معافی۔

(۱۰)- خطاؤ قصور کو معاف کرنا سیکھو۔

(۱۱)- اخلاق کریمانہ پر عمل۔

- (۱۲)- پستی اور زوال کی نشانی۔
- (۱۳)- کائنات کا دو لھا (سیرت رسول، ۱۱ اپریل ۲۰۰۰ء)
- (۱۴)- نماز (فضائل و فوائد)
- (۱۵)- نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟ (اقوال زریں)۔
- (۱۶)- مراسم محرم اور مسلمان۔
- (۱۷)- تعزیہ داری (رد)۔
- (۱۸)- دعاء عاشورہ۔
- (۱۹)- دعاء عاشورہ کی فضیلت۔
- (۲۰)- دعاء عاشورہ کی ترکیب۔
- (۲۱)- عاشورہ کی رات کی نفل نمازیں۔
- (۲۲)- عاشورہ کے دن کی نفل نمازیں۔
- (۲۳)- داڑھی والوں کے لیے خوشخبری۔
- (۲۴)- برادرزادہ اعلیٰ حضرت (سیرت استاذ العلماء)۔
- (۲۵)- یکے از مردان حق (سیرت مجاهد ملت)۔
- (۲۶)- صدرالعلماء پیغمبر حلم و برداہی۔
- (سیرت صدرالعلماء، محمدث بربیلوی نمبر)۔

(۲۷)-ٹی۔ وی کے مضر اثرات (تحقیقات)۔

(۲۸)-لاوڑا پسکر پر نماز (تحقیقات)۔

امین شریعت کا ذوق شاعری

آپ کو دیگر علوم و فنون کے ساتھ شعرو شاعری کا بھی لطیف و عمدہ ذوق ہے جو خانوادہ اعلیٰ حضرت میں آپ کو درثے میں ملا ہے۔ فنی اعتبار سے اس میں آپ کو ملکہ حاصل ہے تخلص سبطین ہے۔ صنف نعت میں آپ بہترین اشعار کہتے ہیں اور اس میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ آپ کی شاعری میں خلوص و محبت اور حب رسول کی بھرپور چاشنی ہے جو پڑھنے اور گنگنا نے سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام ذیل میں پیش کیا جاتا ہے جس سے قارئین کو آپ کی شاعرانہ مہارت اور قادر الکلامی کا اندازہ ہو گا اور محظوظ بھی ہوں گے۔

چمنستان نعت

بہار آئی ہے جنت کی مدینے کے بیاباں میں
شہاوہ گل ہوتم جس سے کہ ہے نکہت گلتاں میں

نسم باغ طیبہ غنچہ دل کو کھلاتی ہے
 خوشی کے شادیانے نج رہے ہیں ہر رگ جاں میں
 کوئی کیا جانے کیا رفت ہے تیرے فرق انور میں
 قسم وارد ہوئی خاک قدم کی تیرے قرآن میں
 از آدم تابہ عیسیٰ آپ ہی کی آبیاری ہے
 کھلے ہیں پھول رحمت کے نبوت کے گستاخ میں
 نہیں ہے قوت پرواز جب روح القدس کو بھی
 تو پھر کس کو رسائی ہو تمہارے راز پہنچاں میں
 ترے کوچ میں مرنا جب حیات جاؤ دانی ہے!
 میں کیا مجنوں ہوں جو دوں جان جا کر ایک بیباں میں
 تمنا ہے ترے دربار میں سبطینَ کی یارب!
 کہ اٹھوں حشر کے دن زمرة احمد رضا خاں میں

نعمت پاک ﷺ

خلد گدستہ ہے اک شاہا ترے دربار کا
 آفتاب اک زرد پتہ ہے ترے گلزار کا

واہ کیا کہنا ہے جلوہ تیرے پر انوار کا
 سوزباں سے مدح خواں ہے گل ترے رخسار کا
 ابروے پر خم بھی کیا ہیں احمد مختار کے
 رزم گاہ بدر میں ہے معزکہ تلوار کا
 گنگنا نا کروٹیں ہرسو بدلا بار بار
 دید کے قابل ہے نقشہ آپ کے بیمار کا
 آپ کی تحریر میں یا سیدی احمد رضا
 خوب جلوہ ہے اشِدَّاء عَلَى الْكُفَّارِ کا
 دشمنان دین احمد زخم سے اب چور ہیں
 وار ایسا سخت ہے شاہا تری تلوار کا
 اے خدا سبطینَ کو سبطین کا خادم بنا
 اور پیکر ذوالفقار حیدرِ کردار کا

نعمت پاک ﷺ

جس شخص پر نگاہِ کرم ہو حضور کی
 بارش ہو، اس پر رحمت رب غفور کی

محبوب انس ہی نہیں محبوب گل ہو تم
 ہے بے قرار بھر میں لکڑی کھجور کی
 ہے دل میں میرے نقشہ طیبہ کھنچا ہوا
 خواہش بھلا ہو کیا مجھے حور و قصور کی
 ٹھکونہ خوف جرم سے جنت کی راہ لو
 آئی صدا یہ شافع یوم النشور کی
 ظلمت کا کیوں نشاں ہو شبستان دہر میں
 چھٹکی ہوئی ہے چاندنی احمد کے نور کی
 سبطین جام عشق محمد پیا کرو
 تا حشر بھی کمی نہ ہو کیف و سرور کی

نعمت پاک ﷺ

حق تعالیٰ نے انھیں کا بول بالا کر دیا
 وصف عالیٰ آپ کا إِنَّا فَتَحْنَا کر دیا
 ہیں زمین و آسمان بھی آپ کے زیر گنیں
 اک اشارے میں قمر کو بھی دونیما کر دیا

میں ہوں مسلم، ہے بخاری بر زبان، مشکوہ دل
 اسم مصباح محمد نے اجالا کر دیا
 بر سر شمشیر میرے ڈمگائے تھے قدم
 رب سلم کی صدائے پار بیڑا کر دیا
 ہے مری مشکوہ دل میں ان کی رفت کا چرانغ
 اے نکیرو! اس نے مرقد میں اجالا کر دیا
 صرف انساں کا نہیں محبوب سب کا کر دیا
 اور ستون خشک کو بھی ان پہ شیدا کر دیا
 حشر میں تھی پُر خطر سبطین کی حالت مگر
 ان کی رحمت نے سر میزاں اشارہ کر دیا

نعت پاک ﷺ

آستاں پہ تیرے گر ناصیہ فرسائی ہو
 تب تمنا دل سبطین کی بر آئی ہو
 خاک دربار محمد ﷺ کا لگاؤ سرمہ
 قلب میں نور ہو اور آنکھ میں بینائی ہو

حشر میں جب کہ ہو دیدار تو میں رقص کروں
 میں تماشا بنوں، مخلوق تماشائی ہو
 رشک عشق بنوں عشق نبی میں یا رب!
 وہ ہے کیتا تو مجھے عشق میں کیتا ہو
 عیب پوشی گنہگار ہے عادت ان کی
 کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوانی ہو
 پرچم دین کو اس شان کی پہنائی ہو
 سارے عالم میں فقط اس کی گھٹا چھائی ہو
 کفر کی کوئی بھی طاقت نہیں پھیرے گی اسے
 خدمت دیں کے لیے جس نے قسم کھائی ہو
 تمھیں غالب، تمھیں منصور، تمھیں ہو حاکم
 شرط یہ ہے تمھیں ایمان میں کیتا ہو
 جب کہ مرقد میں بھی سبطینَ کے مونس ہوں گے
 اس کا کیا غم کہ مجھے قبر میں تنہائی ہو

نعت پاک ﷺ

وہ مرے دل میں ہے قربان ایسی خلوت کے
وہ شمع بزم ہے قربان ایسی جلوت کے
مرے گناہ پہ دامن ہے پرده پوشی کا
زہ نصیب مرے جرم اور ندامت کا
ملے جو خاک مدینہ کو اپنے چہرے پر
حسین زمانے کے خواہاں ہوں اس کی صورت کے
قرر کو شق کیا، خورشید تم نے پھیر دیا
فلک پہ چل گئے سکے تری حکومت کے
تمہاری عقل پہ پتھر پڑے ہیں بولہبی
کہ پتھروں نے بھی کلمے پڑھے رسالت کے
کسی کی کشت گل زرد پر ہے آس بندھی
کہ جھالے بر سیں گے اس پر بھی ابر رحمت کے
چلو چلو مری جنت میں رنج و غم کیا ہے
یہ پیارے پیارے ہیں ارشاد شاہِ جنت کے

وہ ہاتھ جا کے یہُ اللہ سے ملے سبطینَ
جو دست پاک نبی میں ہیں ہاتھ بیعت کے

نعت پاک ﷺ

مجھے چشمِ رضواں ادھر ڈھونڈتی ہے
مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
تمہارے دیاروں کی ہر ایک مسجد
اذان میں بلالی اثر ڈھونڈتی ہے
مری روح پہنچے مدینے کو فوراً
کہ جبریل کے بال و پر ڈھونڈتی ہے
میں کیوں ٹھوکریں در بدر کھاؤں جا کر
مری آرزو تیرا در ڈھونڈتی ہے
مسلمان تجھ میں اب ہندی حکومت
علیٰ کا سا قلب و جگر ڈھونڈتی ہے
دم جنگ کہتے تھے سبطینَ حیدر
مری تیغ کافر کا سر ڈھونڈتی ہے

ہدیہ تبریک: در شان مفتی اعظم ہند

مبارک رخصت ہو کے مصطفیٰ سے مصطفیٰ آئے
 خدا کا شکر ہے کعبہ سے مہمان خدا آئے
 اداے فرض کر کے پھر گئے کعبے کے کعبہ کو
 وہاں سے دولت کو نین لے کے مر جبا آئے
 خدا کے فضل سے ذرے بھی اب پائیں گے تابانی
 ضیائیں لے کے طیبہ سے ہمارے پیشووا آئے
 یہ کیسی رحمتوں کی بد لیاں چھائیں زمانے پر
 زیارت کر کے شاید مصطفیٰ کی مصطفیٰ آئے
 مسرت ہی مسرت ہو رہی ہے الٰہ سنت کو
 اداے فرض کر کے آج ان کے پیشووا آئے
 ملؤں قدموں سے آنکھیں چشم ایماں کو کروں روشن
 مبارک سنیوا! ابن شہ احمد رضا آئے
 مجھے مشکل ہے اے آقا پہنچنا دشت طیبہ میں
 جو تم چاہو تو اے مولایہ سب طین رضا آئے

نظم: عادت نماز کی

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی
 محبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی
 لشکر ہو تم خدا کا جماعت میں آملو
 فوجی سلام ہے یہ جماعت نماز کی
 ہے انبیا میں نعمت رسول کا جو مرتبہ
 ولیٰ عبادتوں میں عبادت نماز کی
 چمکیں گے دست و پاے مصلی بروز حشر
 کھل جائے گی سمجھی پہ کرامت نماز کی
 سجدے میں تھے حسین کہ سر کر لیا جدا
 دے گی زمین سجدہ شہادت نماز کی
 محشر میں سب سے پہلے جسے پوچھئے گا خدا
 وہ ہے عبادتوں میں عبادت نماز کی
 افسوس تو یہی ہے کہ دنیا بدل گئی
 کس کو بتائیں کیا ہے حقیقت نماز کی

سبطین انبیا و رسول جس قدر ہوئے
کرتے رہے ہیں سب ہی ہدایت نماز کی

حج و زیارت حرمین

رقم الحروف کو حضور امین شریعت کے حج و زیارت حرمین کی تفصیلات کا توپتہ نہ چل سکا، مگر معتبر قول کے مطابق آپ چھ بار حج و زیارت حرمین سے مشرف ہو چکے ہیں۔ لیکن کب کب حج و زیارت کو تشریف لے گئے تاہنوز اس کا حال معلوم نہ ہوا کہ، پھر بھی آپ کی یہ بڑی سعادت ہے جسے حاصل کرنے کا آپ کو بار بار موقع ملا۔

حسن و جمال کا نورانی پیکر

حضور امین شریعت جو مفتی اعظم ہند عالیٰ الجمیعہ کے شبیہ اور ہم شکل ہیں نہایت جاذب قلب و نظر ہیں۔ آپ کا میانہ قد، اعتدال پسندی پر دلالت کرتا ہے۔ گول معتدل سر بھر پور علم و حکمت پر دال ہے، سرخی مائل گورا نگ جو حسن میں نکھار پیدا کرتا ہے، نورانی چہرہ جسے دیکھ کر خدا یاد آ جاتا ہے، آنکھیں خوب صورت، روشن اور چک

دار جنپیں دیکھ کر بیگانے بھی اپنے ہو جاتے ہیں، سفید گھنی اور نورانی داڑھی جو سچی نیابت رسول کی آئینہ دار ہے، آواز نہایت شیریں اور زرم جسے سن کر سنگ دل انسان بھی موم ہو جائے، مزان شبینی جسے دیکھ کر غضبناک آدمی سرد پڑ جائے، رفتار عالمانہ جس سے علم و حکمت اور شریعت و طریقت کا وقار ٹکتا ہے، گفتار نہایت سنجیدہ، سادہ اور مہذب جسے دیکھ، سن کر مخاطب با ادب بن جاتا ہے، لہجہ شاستہ اور فصح و بلغ جو سنے والے کو سدا ہی بھائے، تبسم دل آویز جسے کوئی ایک بار دیکھ لے تو دل سے نہ جائے۔ غرض کہ آپ ہر اعتبار سے حسن و جمال کا نورانی پیکر ہیں۔

حسن اخلاق کا مجسمہ

حضرت امین شریعت الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کے مظہر ہیں یعنی جس سے محبت کرتے ہیں تو اللہ کے لیے اور جس سے بغض و عداوت رکھتے ہیں تو اللہ کے لیے۔ آپ کا ہر کام خدا اور رسول کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ نیز تصوف و طریقت کے تعلق سے انسانی معاملات میں آپ کا رحم و کرم، عدل و انصاف، معافی و تلافی، صبر

و توکل، حلم و برداہری، عجز و انصاری، اخلاص و وفا، مروت و رواداری، مریضوں کی عیادت، عقیدت مندوں کی مزاج پرسی، اپنی تعظیم و تکریم سے استغنا، طبیعت میں سادگی و صفائی، تقلیل طعام، تقلیل منام، تقلیل کلام یعنی کم کھانا، کم سونا، کم بولنا وغیرہ اخلاق حسنے کی جتنی اقسام ہیں وہ سب آپ کی ذات والاصفات میں موجود ہیں۔ غرض کہ آپ کی ذات نفسانیت سے پاک اور للہیت میں معمور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیکھنے والے آپ کو جس زاویہ نظر سے دیکھتے ہیں آپ حسن اخلاق کا مجسمہ اور سنت رسول کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتے ہیں۔

رسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت

رسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق ہم نے عرض کیا ہے
 رسلک اعلیٰ حضرت کی یہ شان ہے
 دین کا آئینہ حق کی پہچان ہے
 دور حاضر میں اس پر جو ہے مفترض
 وہ فرمی ہے، جھوٹا ہے، شیطان ہے
 آج کل لوگ رسمی طور پر رسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد کے

نعرے لگاتے، لگواتے ہیں مگر ان میں اکثر مسلک اعلیٰ حضرت سے عملًا منحرف اور اس کی ترویج و اشاعت سے دور ہیں، بلکہ بعض خانقاہ کے گدی نشین اس نعرہ سے چڑھتے بھی ہیں، پتہ نہیں وہ کس مسلک کے راہی ہیں۔ مطالعہ و مشاہدہ کی بنیاد پر ایسے لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کو بھنا تے اور در پرده اپنی صلح کلیست کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے آج بھی یہ جاہلانہ و مفسدانہ سوال اٹھتا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کیوں؟ مسلک امام عظام کیوں نہیں؟ حالاں کہ بیس سال پہلے علماء اہل سنت اس سوال کا مفصل اور مدلل جواب دے چکے ہیں اور آج بھی دیا جا رہا ہے، مگر علماء سوء اور مفت کے مفتیوں کی سمجھ میں بات نہیں آرہی ہے۔ حضور امین شریعت جن کی زندگی کا نصب العین مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت ہے نعروہ مسلک اعلیٰ حضرت متعلق فرماتے ہیں:

مسلک اعلیٰ حضرت ہمارے اکابر کا پسندیدہ نعرہ ہے، اس کی مخالفت یا اس سے نفرت شیطانی و سوسہ سے کم نہیں۔ آپ ابتداء سے لے کر آج تک تمام مسائل میں اپنے قول

و فعل سے مسلک اعلیٰ حضرت کی سچی ترجمانی فرمائے ہیں۔

امتیازی خصوصیات

عہد حاضر کے علماء دین میں دین و تقویٰ کے اعتبار سے وہ امتیازی خصوصیات بہت کم نظر آتی ہیں، جو ناسیبین رسول شان ہوا کرتی ہیں۔ زیادہ تر ایسے علماء کا وجود ناممکن ہے، جن کے بارے میں کہا گیا ہے۔

ہم شیخ کی سنت تھے مریدوں سے بزرگی
تحریر سے دیکھا تو عمامہ کے سوا بچ
اس قبیل کے بعض علماء میں دنیاداری اس قدر بڑھی دکھائی
دیتی ہے کہ ان میں عبادت و تقویٰ کی پابندی تو دور، وہ جائز ناجائز اور
حلال و حرام کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور دنیا کے پچھے بے محابہ
دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر اس کا نتیجہ بقول اکبر اللہ آبادی ۔

دنیا ہی نہ درست، نہ قائم ہی دین ہے
زمر کی طلب میں شیخ بھی کوڑی کا تین ہے
البتہ خانوادہ اعلیٰ حضرت میں امین شریعت، پیر طریقت علامہ

سبطین رضا خاں بریلوی و تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا بریلوی مد
ظلہم العالی جیسی چند ایسی پاکیزہ ہستیوں کا وجود مسعود ہے جن کی دنیا
بھی درست اور دین بھی قائم ہے۔ کیوں کہ ان مقدس حضرات میں
دین و تقویٰ کی وہ ساری امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو ہر مومن
کے لیے لازم ہیں۔ ان کی ذات اقدس میں دینی صفات حسنہ و
اخلاق حمیدہ کی تمام امتیازی خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اگر
تاج الشریعہ مفتی عظیم ہند کے نور نظر ہیں تو امین شریعت ان کے
لخت جگر جنہوں نے قوم و ملت کے سامنے اپنی عبادت و تقویٰ کے
ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت و مفتی عظیم ہند کی صحیح ترین ترجیمانی پیش کی
ہے۔ جب کہ موجودہ عصر میں کھواپکواؤ مدرسوں اور مکتبوں کے
علماء، پیشہ و روا عنظوں، نقلی ڈھونگی پیروں اور جعلی سیدوں نے قوم
و ملت کے ذہن و خیال کی مٹی پلید کر رکھی ہے۔

ولایت کی سر بلندی

ولی وہ مومن صالح ہے، جس کو معرفت و قرب الہی کا ایک
خاص درجہ ملا ہو۔ اکثر شریعت کے مطابق ریاضت و عبادت کرنے

کے بعد ولایت کا درجہ ملتا ہے اور کبھی ابتدائی باریاضت و مجاہدہ بھی مل جاتا ہے۔ تمام اولیا میں سب سے بڑا درجہ حضرات خلفاء رابعہ کا ہے۔ اولیا ہر زمانہ میں ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن ان کا پہچاننا آسان نہیں۔ حضرات اولیا کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت دی ہے جو ان سے مدد مانگے ہزاروں کو سکی دوری سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔ ان کا علم نہایت وسیع ہوتا ہے حتیٰ کہ بعضوں کو ماکان و مایکون ولوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں۔

(قانون شریعت، ج: ا، ص: ۳۲)

صاحب ولایت کو ولی کہتے ہیں اور ولی کی جمع اولیا ہے۔ تصرف و اختیار کے تعلق سے اولیا کی کئی قسمیں ہیں اور ان کے احوال و احکام جدا گانہ ہیں، مگر ہوش و گوش کی حالت میں ولی کا صحیح العقیدہ مسلمان ہونا اور نیک و پرہیز گار ہونا لازم ہے۔ اولیا کو علم اور خدا کی بارگاہ میں نزدیکی و مقبولیت کا ایک خاص درجہ ملا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ان کے لیے دور اور نزدیک کافاصلہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بعض اولیا کا علم اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ اب تک جو کچھ ہوا، اور آگے جو کچھ ہو گانیز لوح محفوظ میں جتنی باتیں لکھی جا چکی ہیں وہ

ان سب باتوں کی خبر رکھتے اور ان کی اطلاع دیتے ہیں۔ تمام ولیوں میں سب سے بڑا درجہ خلفاء اربعہ یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

ولی کی اصل پہچان

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ولیوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

”آلَ إِنَّ أُولَيَاءَ اللَّهِ لَا يَحْفُظُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْذَنُونَ。 الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ。 لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ。 لَا تَمْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفُوْزُ الْعَظِيْمُ“ (پ: ۱۱، ع: ۱۲)

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ انھیں خوشخبری ہے دنیاکی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ولی کی خاص پہچان اس کا مومن اور متقیٰ و پرہیزگار ہونا ہے، جس میں ایمان اور تقویٰ و پرہیز

گاری نہیں وہ ہر گزوی نہیں ہو سکتا۔

ولی کے باطنی اوصاف

ولی وہ مسلمان ہے، جو بقدر طاقت بشری ذات و صفات باری تعالیٰ کا عارف ہو۔ احکام شرع کا پابند ہو، اور لذات و شہوات میں انہاک نہ رکھتا ہو۔ جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

”الْوَلِيُّ هُوَ الْعَارِفُ بِاللَّهِ تَعَالَى وَصِفَاتِهِ حَسْبٌ
مَا يُكْنِي الْمُؤْظَبُ الطَّاعَاتُ الْمُجْتَنَبُ عَنِ الْمَعَاصِي
الْمُعَرَّضُ عَنِ الْإِنْهَاكِ فِي الدَّارِ وَالشَّهَوَاتِ“ (انوار
الحدیث، ص: ۳۸۵)

یعنی ولی کی باطنی خوبیاں یہ ہیں کہ وہ خداے تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت اور پہچان رکھنے والا، شریعت کے سارے احکام بجالانے والا اور جسم و جسمانیات کی تمام شہوتیوں اور لذتوں کو ترک کرنے والا ہو۔

ولایت اور اولیا کے مسائل و عقائد

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ

بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

مسئلہ: ولایت وہی شے ہے، نہ یہ کہ اعمال شاقہ سے آدمی خود حاصل کر لے، البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتدائی جاتی ہے۔

مسئلہ: ولایت بے علم کو نہیں ملتی، خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو، خواہ اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ نے اس پر علم منکشف کر دیا ہو۔

عقیدہ: تمام اولیاء اولین و آخرین سے اولیاء محمد بین یعنی اس امت کے اولیاء افضل ہیں اور تمام اولیاء محمد بین میں سب سے زیادہ عرف و قرب الہی میں خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

عقیدہ: طریقت منافی شریعت نہیں۔ وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے۔ بعض جاہل متصوف جو یہ کہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے، شریعت اور محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے کو شریعت سے آزاد سمجھنا کفر والیاد۔

مسئلہ: احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سکد و ش نہیں ہو سکتا۔ بعض جہاں جو یہ کہ دیتے ہیں کہ شریعت

راستہ ہے۔ راستہ کی حاجت ان کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچ ہوں،
ہم تو پہنچ گئے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب
میں فرمایا:

”صَدُّقُوا الْقُدُّوْسَ صَلُّوا وَلِكُنْ إِلَى أَيْنَ إِلَى النَّازِ“.

وہ سچ کہتے ہیں، بے شک پہنچے مگر کہاں، جہنم کو۔

البته اگر مجد و بیت سے عقل تکلیفی زائل ہو گئی ہو جیے غشی والا تو
اس سے قلم شریعت اٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لوجو اس قسم کا ہو گا
اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا۔

(بہار شریعت، ج: ۱، ص: ۷۷)

اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کا مددگار ہوتا ہے

ولی کی اصل ”ولا“ ہے، جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔

ولی اللہ وہ ہے، جو فرائض سے قرب الہی حاصل کرے اور طاعت
الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الہی کی معرفت
میں مستغرق ہو، جب دیکھے دلائل قدرت الہیہ کو دیکھے اور جب

نے اللہ کی آئیں ہی نے اور جب بولے اپنے رب کی شاہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قربِ الٰہی ہو۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفتِ اولیاً کی ہے۔ بندہ جب اس حال میں پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

(تفسیر خراشِ العرفان، ص: ۲۵۷)

ہر ولی اپنے درجے کی فضیلت رکھتا ہے

متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو، اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

ولی وہ ہے، جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔

ابن زید نے کہا کہ: ولی وہی ہے، جس میں وہ صفت ہو، جو اس آیت میں مذکور ہے:

”الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ۔“

یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

بعض علمانے فرمایا کہ ولی وہ ہیں، جو خالص اللہ کے لیے محبت کریں۔

اولیا کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا:

ولی وہ ہیں جو طاعت سے قرب الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کار سازی فرماتا ہے۔ یا ولی وہ ہیں جن کی ہدایت کا بہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو، اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لیے وقف ہو گئے ہوں۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جدا گانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کردی گئی ہے۔ جسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک

بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔

(تفسیر خراں العرفان، ص: ۲۵۷)

ولی سے اللہ راضی ہے

آیتِ کریمہ میں جو ”لهم البشرنی“ ہے تو اس خوش خبری سے یا تو وہ مراد ہے جو پرہیزگار ایمان داروں کو قرآن کریم میں جا بجا دی گئی ہے، یا بہترین خواب مراد ہے جو مومن دیکھتا ہے، یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ کثیر احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکر الہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقت خواب اس کے دل میں سوائے ذکر و معرفت الہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے جب ولی خواب دیکھتا ہے تو اس کا خواب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے بعض مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مرادی ہے۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ:
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا اس شخص کے لیے کیا

ارشاد فرماتے ہیں، جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں یا مومن کے لیے بشارت عاجلہ ہے؟ علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضاۓ الہی اور اللہ سے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔

قتادہ نے کہا کہ: ملائکہ وقت موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔

عطاؤ کا قول ہے کہ: دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ وقت موت سناتے ہیں۔ اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ راضی ہے۔

(تفسیر خراشِ العرفان، ص: ۲۵۷)

ولی کے دشمن سے خدا کا اعلان جنگ

بخاری شریف کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَنِي لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ أَذْتُهُ“

بِالْحُرْبِ”.

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے، میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں۔ یعنی جو میرے ولی کا دشمن ہے، وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہو جائے۔ (خدا کی پناہ)۔

یہ کلمہ انتہائی غصب کا ہے، صرف دو گناہوں پر بندے کو رب تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ دیا گیا ہے۔ ایک سود خور، دوسراے دشمن اولیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”فَأَذْنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ“.

علماء فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔ (مرقاۃ، مرآۃ المناجۃ، ج: ۳، ص: ۳۰۹)

خدا تک پہنچنے کا محبوب ذریعہ

مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا:

”وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ“.

لیعنی مجھ تک پہنچنے کے بہت ذریعہ ہیں، مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ اداے فرائض ہے۔ اسی لیے صوفی فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتی۔ بندہ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ فرائض کا جامع ہوتا ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرے۔ محبت سے مراد کامل محبت ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں اور نوافل پر زور دیں اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ، چرس حرام گانے بجانے کو خدار سی کا ذریعہ سمجھیں۔ نماز روزے کے قریب نہ جائیں۔ (مرآۃ المذاج، ج: ۳، ص: ۳۰۹)

ولی کے کاموں میں خدا کے کام

حضرت سید عالم حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ ثَقَلَيْهِ نے ارشاد فرمایا:

”وَمَا يَرَالَ عَبْدِيْنَ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ
أَحْبَبَتْهُ فَإِذَا أَحْبَبَتْهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ
وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ
الَّتِي يَمْسِي بِهَا وَإِنْ سَأَلْتَنِي لَا عَطِيَّنَهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي

لَا عِيْدَنَهُ وَمَا تَرَدَّدَتْ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدَّدَتْ عَنْ
نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يُكْرِهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرِهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا
يُئْدَلُهُ مِنْهُ” (بخاری شریف)

اور میرابنده نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں اور جو مجھے کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی تردود نہیں کرتا جیسے کہ میں اس مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبرا تا ہے اور میں اسے ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا ادھر موت بھی اس کے لیے ضروری ہے۔ (مرآۃ المناج، ج: ۳، ص: ۳۰۹)

اللَّهُ تَعَالَى وَلِيٌ مِّنْ حَلَوْلٍ نَّهِيْسَ كَرَتَا

اس حدیث کی عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ خداۓ تعالیٰ ولی

میں حلول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ، یا پھول میں رنگ دبو۔ خداۓ تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے۔ بلکہ اس کے چند مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاً گناہ کے لائق نہیں رہتے، ہمیشہ ان سے نیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں۔ اس پر عبادت آسان ہوتی ہے گویا ساری عبادتیں اس سے میں کر رہا ہوں، یا یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضاً کو دنیا کے لیے استعمال نہیں کرتا، صرف میرے لیے استعمال کرتا ہے، ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے، ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے، یا یہ کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے جس سے خدا کی طاقتیں اس کے اعضا میں کام کرتی ہیں۔ اور وہ ایسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وراہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیص یوسفی کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سن لی، عاصف برخیانے پلک جھکنے سے پہلے یمن سے تخت بلقیس لا کر شام میں حاضر کر دیا، حضرت عمر بن الخطاب نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچا دی، حضور ﷺ نے قیامت تک کے

واقعات بچشم ملاحظہ فرمائیے۔ یہ سب اسی طاقت کے کرشمے ہیں۔ آج تاریکی طاقت سے ریڈیو، تار، وائرلیس، ٹیلی ویژن عجیب کر شے دکھار ہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا پوچھنا۔ اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقت اولیا کے منکر ہیں۔ بعض صوفیا جوش میں ”مَا أَعْظَمَ شَانِي“ کہ گئے، بعض نے کہا: ”مَافِي جَهِيْنِ إِلَّا اللَّهُ“ یہ سب اسی فنا کے آثار تھے۔
مولانا روم فرماتے ہیں۔

چپوں رو باشد انا اللہ از درخت
کے رو نہ بود کہ گوید نیک بخت

(مرآۃ المناجح، ج: ۳، ص: ۳۱۰)

اولیا مقبول الدعا ہوتے ہیں

بارگاہ الہی میں برگزیدہ بندے کی قبولیت دعا کے بارے میں شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ وہ بندہ مقبول الدعا بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے، یا شر سے پناہ میں اس کی ضرور سنتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اولیا، رب تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں۔ توجو شخص ان سے دعا

کرائے اس کی قبول ہوگی اور جوان کی پناہ میں آئے وہ رب کی پناہ
میں آجائیں گے۔ مولانا جامی فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ! بدر گاہت پناہ آور دہ ام
ہم چوں کا ہے آدم کوہ گناہ آور دہ ام

(مرآۃ المنانج، ج: ۳، ص: ۳۱۰)

مجذوب اور سالک ولی کی کیفیت

ولی اللہ وہ بندہ ہے، جس کا اللہ تعالیٰ ولی ووارث ہو گیا کہ
اسے ایک آن کے لیے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا بلکہ
خود اس سے نیک کام لیتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:
”وَهُوَ يَتَوَلَّ الصَّالِحِينَ“.

اور وہ بندہ ہے جو خود رب تعالیٰ کی عبادت کا متولی ہو جائے۔
پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مراد ہے اور دوسرے کا نام
سالک یا مرید ہے۔ وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد۔ فرق
صرف ابتدائیں ہے۔ یہ مقام قال سے ورا ہے، حال سے معلوم ہو
سکتا ہے۔ (مرآۃ المنانج، ج: ۳، ص: ۳۰۹)

ولی سے عداوت اور اختلاف رائے میں فرق

خیال رہے کہ ایک ہے ولی اللہ سے اس لیے عداوت و عناد کو وہ ولی اللہ ہے یہ تو کفر ہے، اسی کا یہاں ذکر ہے۔ اور ایک ہے کسی ولی سے اختلاف رائے، یہ نہ کفر ہے نہ فتن۔ لہذا حدیث کی بنابر یوسف ﷺ کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں، ان کو بُرانہیں کہا جاسکتا کہ وہاں اختلاف رائے تھا، عناد نہ تھا۔ عناد و اختلاف میں بُرا فرق ہے۔ حتیٰ کہ حضرت سارہ کو اس بنابر بُرانہیں کہا جاسکتا کہ انھوں نے حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام کی مخالفت کی۔ اس لیے یہاں ”عادی“ فرمایا، ”خالف“ نہ فرمایا اور ”لی ولیا“ فرمایا ”ولی اللہ“ نہ فرمایا۔ (مراقة المناجح، ج: ۳، ص: ۳۰۹)

انبیا و اولیا کی وفات کا حال

رب تعالیٰ کی طرف سے انبیا و اولیا کی موت کے توقف و تأمل میں شارح حدیث فرماتے ہیں:

سبحان اللہ! کیا ناز وادا والا کلام ہے یعنی میں رب ہوں اور

اپنے کسی فیصلہ میں کبھی نہ توقف کرتا ہوں نہ تامل۔ جو چاہوں حکم دوں مگر ایک موقع پر ہم توقف و تامل فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہ کسی ولی کا وقت موت آجائے اور وہ ولی ابھی مرنانے چاہے تو ہم اسے فوراً نہیں مار دیتے بلکہ اسے اولاً موت کی طرف مائل کر دیتے ہیں۔ جنت اور وہاں کی نعمت اسے دکھا دیتے ہیں اور بیماریاں اور پریشانیاں اس پر نازل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل دنیا سے متفرق ہو جاتا ہے اور آخرت کا مشتاق، پھر وہ خود آنا چاہتا ہے اور خوشی خوشی ہنستا ہوا ہمارے پاس آتا ہے۔

یہاں تردد کے معنی حیرانی و پریشانی نہیں کہ وہ بے علمی سے ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ مطلب وہ ہے جوفقیر نے عرض کیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واقعہ اس حدیث کی تفسیر ہے۔ حضور انور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام کو موت وزندگی کا اختیار دیا جاتا ہے۔ وہ حضرات اپنے اختیار سے خوشی موت قبول کرتے ہیں اور:

یار خندان رود بجانب یار

کاظھور ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں قضا آید تبسم بر لب اوست

غرض کہ ہماری موت تو چھوٹنے کا دن ہے اور انبیا والیا کی
وفات پیاروں سے ملنے کا دن۔ اسی لیے ان کی موت کے دن کو
عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
اللہ تعالیٰ کے ارادہ، مشیت، رضا، کرامت میں بہت فرق ہے بعض
چیزیں رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں، مگر ان کا ارادہ ہے بعض چیزیں پسند
ہیں مگر ان کا ارادہ نہیں۔ (مراقب المناج، ج: ۳، ص: ۳۱)

فاسق و فاجر شخص ولی نہیں ہو سکتا

شریعت میں نافرمان کو فاسق اور بد کار کو فاجر کہتے ہیں۔ کسی
مسلمان مومن کے ساتھ متینی و پرہیز گار ہونا شرط ہے اور یہ
ولیاے کرام کی خاص صفت ہے۔ اگر کوئی شخص مسلمان تو ہے مگر
اس میں شرع کے مطابق تقویٰ و پرہیز گاری نہیں ہے کہ فتن و فجور
میں مست اور گناہوں میں مبتلا رہتا ہے تو وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔

فسق کے تین درجے

شرع میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کبیرہ کا مرتكب ہو،

فسق کے تین درجے ہیں:

(۱) تغابی:- وہ یہ ہے کہ آدمی اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتكب ہو،

اور اس کو بُرا ہی جانتا رہا۔

(۲) انہاک:- یہ کہ کبیرہ کا عادی ہو گیا اور اس سے بچنے کی

پرواہ نہ رہی۔

(۳) جحود:- کہ حرام کو اچھا جان کر ارتکاب کرے۔ اس

درجہ والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ پہلے دو درجوں میں جب

تک اکبر کبائر (شرک و کفر) کا ارتکاب نہ کرے اس پر مومن کا

اطلاق ہوتا ہے۔ (تفسیر خزانہ العرفان، ص: ۵)

یعنی شریعت میں جو چیزیں حرام و گناہ ہیں، ان میں سب سے

بڑا گناہ شرک و کفر ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے:

“إِنَّ الشَّرِكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ”

یعنی بیشک شرک بہت بڑی زیادتی ہے۔ اور مشرکین کے

بارے میں رب تعالیٰ فرماتا ہے:

”إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجِيْسٌ۔“

یعنی شرک کرنے والے ناپاک ہیں۔ توجہ تک شرک و کفر کا مرکب نہ ہو گا وہ مومن کھلائے گا، مگر مومن کو عام گناہ کبیرہ و صغیرہ یعنی بڑے چھوٹے گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔

تقویٰ کی دو قسمیں

قرآن کی اصطلاح میں تقویٰ کی دو قسمیں ہیں۔ تقویٰ بدن، تقویٰ دل۔

تقویٰ بدن کا مدار اطاعت خدا اور رسول پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْزَنُونَ۔“

توجہ نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی، ان پر نہ خوف ہے، نہ وہ غمگین ہوں گے۔

”الَّذِينَ آمَدُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ۔“

ولی اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے تھے۔

”إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلُ لَكُمْ فُرْقَانًا۔“

اگر اللہ کی اطاعت کرو گے تو تمہارے لیے فرق بتادے گا۔

دلی تقویٰ کا دار و مدار اس پر ہے کہ اللہ کے پیاروں بلکہ جس چیز کو ان سے نسبت ہو جائے اس کی تعظیم و ادب دل سے کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعْدِلَةَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُدُّوْبِ۔“

جو کوئی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔

”وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرْمَاتَ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرُ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ۔“

اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو اس کے لیے اس کے رب کے ہاں بہتری ہے۔ (علم القرآن، ص: ۳۲-۳۳)

شعارِ اللہ کیا ہیں؟

یہ بھی قرآن ہی سے پوچھو کہ شعارِ اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں کیا

چیز ہیں؟ اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّ الصَّفَا وَالْمَوَةَ مِنْ شَعَرَةِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ
الْبَيْتَ أَوْ عَتَمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْطُوفَ بَهِمَا۔“

صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، توجو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ اس پر گناہ نہیں کہ ان پہاڑوں کا طواف کرے۔

صفا اور مروہ پہاڑ ہیں، جن پر حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں سات بار چڑھیں اور اتریں۔ اس اللہ والی کے قدم پڑ جانے کی برکت سے یہ دونوں پہاڑ شعائر اللہ بن گئے اور تاقیامت حاجیوں پر اس پاک بی بی کی نقل اتارنے میں ان پر چڑھنا اور اترنے سات بار لازم ہو گیا۔ بزرگوں کے قدم لگ جانے سے وہ چیز شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ فرماتا ہے:

”وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى۔“

تم اوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناو۔ (علم القرآن، ص: ۳۲)

مقام ابراہیم کا مقام

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم ﷺ

نے کعبہ مظلہ کی تعمیر کی۔ وہ بھی حضرت خلیل علیہ السلام کی برکت سے شعائر اللہ بن گیا اور اس کی تعظیم ایسی لازم ہو گئی کہ طواف کے نفل اس کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہو گیا کہ سجدہ میں سراس پتھر کے سامنے جھکے۔ جب بزرگوں کے قدم پڑھانے سے صفا و مرودہ اور مقام ابراہیم شعائر اللہ بن گئے اور قابل تعظیم ہو گئے تو قبور انبیا و اولیاء جن میں یہ حضرات دائیٰ قیام فرمائیں، یقیناً شعائر اللہ ہیں اور ان کی تعظیم لازم ہے۔ (علم القرآن، ص: ۳۵)

کوئی مرتد یا بدمند ہب ولی نہیں ہو سکتا

ولی وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا عقیدہ مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق ہو۔ کوئی مرتد یا بدمند ہب مثلاً دیوبندی، وہابی، قادریانی، راضی اور نیچری وغیرہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔

(انوار الحدیث، ص: ۳۸۶)

مرتد اسے کہتے ہیں جو مسلمان ہو کر اسلام سے پھر گیا۔ سارے بدمند ہبوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ مذہب اہل سنت و جماعت سے پھر گئے اور دوسرا غلط مذہب اختیار کر لیا۔

بدمند ہبou کی لمبی لائس

حدیث میں ہے:

”سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ فَرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ
إِلَّا وَاحِدَةٌ“.

میری امت تہتر فرقے میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی
ہو گا باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کیا:
”مَنْ هُنَّ يَا رَسُولُ اللَّهِ“ وہ ناجی فرقہ کون ہے، یا
رسول اللہ؟

آپ نے فرمایا:

”مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي“ وہ جس پر میں اور میرے
صحابہ ہیں، یعنی سنت کے پیرو

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:
”هُمُ الْجَمَاعَةُ“ وہ جماعت ہے۔ یعنی مسلمانوں کا بڑا
گروہ جسے سوادِ عظیم کہا جاتا ہے۔ اور فرمایا: جو اس سے الگ
ہوا، وہ جہنم میں الگ ہوا۔ اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا

نام ”اہلِ سنت و جما عثٰ“ ہوا۔ ان گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے۔ بعض ہندستان میں نہیں ان فرقوں کے ذکر کی ہیں کیا حاجت کہ نہ وہ ہیں، نہ ان کافتنے، پھر ان کے تذکرہ سے کیا مطلب۔ جو ہندستان میں ہیں مختصر آن کے عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ہمارے عوام بھائی ان کے فریب میں نہ آئیں کہ حدیث میں ارشاد فرمایا:

”إِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يُفْتَنُونَكُمْ“.
اپنے کوان سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں، وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(بہادر شریعت، ج: ۱، ص: ۵۵)

اس کے بعد مصنف عَلِيُّ الْجَمَعَةُ نے قادریانی، راضی، وہابی اور غیر مقلدین چار بندہ ہب فرقوں اور ان کے غیر اسلامی عقیدوں کا تفصیل سے ذکر کیا، جس کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں۔

بدمند ہبوں کی تاریخی عمریں

(۱) **مرزاںی**:- اس فرقہ کی پیدائش مرزا غلام احمد قادریانی کے

وقت سے ہے یعنی بارہویں صدی کی پیداوار ہے۔ اس جماعت کی عمر سو برس ہے۔

(۲) چکڑالوی: اس فرقے کی پیدائش عبداللہ چکڑالوی پنجابی کے وقت سے ہوئی یعنی اس کی عمر ایک سو پندرہ سال ہے۔

(۳) اثنا عشری شیعہ: اس فرقہ کی پیدائش بارہ اماموں کے وقت سے ہوئی کیوں کہ اثنا عشر کے معنی ہیں بارہ امام۔ جب بارہ امام پیدا ہوئے تو یہ فرقہ ظہور میں آیا۔ اس لیے اس کی عمر تقریباً گیارہ سو برس ہے۔ یعنی حضور انور ہاشمی^{رض} سے تین سو سال بعد میں ہوا۔ خیال رہے کہ ان شیعہ کے عقیدہ میں امام مهدی پیدا ہو چکے ہیں جو قرآن لے کر چھپ گئے ہیں، قریب قیامت آئیں گے۔

(۴) وہابی: - خواہ دیوبندی ہوں یا غیر مقلد اس فرقے کی پیداوار عبد الوہاب نجدی کے وقت سے ہوئی۔ لہذا اس کی عمر ایک سو پچھتر سال ہے۔ یعنی گیارہویں صدی میں پیدا ہوا۔

(۵،۶) بالي، بهائي: - ان دونوں فرقوں کی پیداوار بہاء اللہ اور عبداللہ باب کے زمانہ میں ہوئی۔ ان کی عمر سو برس سے بھی کم

ہے۔ (علم القرآن، ص: ۲۰۶)

سچے مذہب کی پہچان

اسلام میں آج بہت سے فرقے ہیں اور ہر فرقہ اپنے کو حق کہتا ہے اور ہر ایک قرآن سے اپنا مذہب ثابت کرتا ہے۔ قرآن سے پوچھو کہ سچا مذہب کون ہے؟ وہ فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا لِلَّهَ وَكُفُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“.

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ حِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“.

ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے اور ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔

”أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَ اللَّهُ فَإِهْدَى إِلَيْهِمُ افْتَدِيهِ“.

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی تو تم انہی کی راہ پر چلو۔

ان مذکور آئیوں سے معلوم ہوا کہ سچے مذہب کی پہچان دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس مذہب میں سچے لوگ یعنی اولیا اللہ، صالحین، علماء رباني ہوں۔ دوسرا یہ کہ وہ عام مومنین کا مذہب ہو جھوٹے چھوٹے فرقے جن میں اولیا، صالحین نہیں، وہ غلط راستے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے:

”إِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعَظَمَ“.

یعنی حضور ﷺ کے زمانہ سے اب تک جس مذہب پر عام مسلمان رہے ہوں وہ قبول کرو۔ یہ دونوں علامتیں آج صرف مذہب اہل سنت میں پائی جاتی ہیں۔ قادری، شیعہ، وہابی، دیوبندی، چکرالوی میں نہ اولیا اللہ تھے، نہ ہیں۔ قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی اسی سئی مذہب میں گزرے ہیں اور اسی مذہب میں آج ہیں۔ نیز حضور ﷺ کی تعظیم، ان سے حاجتیں مانگنا، حضور ﷺ کے لیے علم غیب مانا وغیرہ تمام چیزیں عام مسلمانوں کا مذہب رہا اور ہے۔ (علم القرآن، ص: ۲۰۵)

مذہب اہل سنت کی قدامت و حقانیت

اہلِ سنت و محدث جمعت سنت رسول ﷺ دنیا میں آئی تب سے یہ مذہب آیا یعنی جو عمر سنت رسول ﷺ کی ہے، وہی اس مذہب کی ہے اور چوں کہ مسلمانوں کی عام جماعت کا یہی مذہب ہے۔ لہذا اس فرقے کا نام اہل سنت والجما ع یعنی سنت رسول اور جماعت مسلمین والا فرقہ۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ یہی فرقہ حق ہے۔ اگرچہ قرآن پاک کا ترجمہ سب کرتے ہیں، حدیثیں سب دبائے پھرتے ہیں اور علماسارے فرقوں میں ہیں مگر صادقین یعنی اولیا کے کاملین چحضور غوث پاک، خواجہ الجمیر، خواجہ بہاء الدین نقشبند، شیخ شہاب الدین سہرورد، گذشتہ اولیا اللہ اور موجودہ اولیاے کرام تو نسر شریف، سیال شریف، گولڑہ شریف، علی پور شریف، بٹالہ شریف وغیرہ تمام آستانے والے اسی مذہب پر ہیں۔ لہذا ان آیات نے صاف طور پر بتایا کہ یہی مذہب حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی پر ہم سب کو رکھے اور اسی پر خاتمه کرے، آمین۔ (علم القرآن، ص: ۲۰۷)

بد مذہب فرقوں کے پیدا ہونے کا سبب

صاحب تصنیف کثیرہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ بھرات (پاکستان) ترجمہ قرآن کے تعلق سے اپنی کتاب ”علم القرآن الترجمۃ الفرقان“ کے مقدمہ میں پانچ دہائی قبل کے عام مسلمانوں کی سادگی اور ان کی دینی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آج سے پچاس سال پہلے مسلمانوں کا یہ طریقہ تھا کہ عام مسلمان قرآن کریم کی تلاوت محض ثواب کی غرض سے کرتے تھے اور روزانہ کے ضروری مسائل، پاکی، پلیدی، روزہ و نماز کے احکام میں بہت محنت اور کوشش کرتے تھے۔ عام مسلمان قرآن کا ترجمہ کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ دریانا پیدا کنار ہے، اس میں غوط و ہی لگائے جو شاور ہو۔ بے جانے بوجھے دریا میں کو دنابجان سے ہاتھ دھونا ہے اور بے علم و فہم کے قرآن شریف کے ترجمے کو ہاتھ لگانا اپنے ایمان بر باد کرنا ہے۔ نیز ہر مسلمان کا خیال تھا کہ قرآن شریف کے ترجمے کا سوال ہم سے نہ قبر میں ہو گا، نہ حشر

میں۔ ہم سے سوال عبادت، معاملات کا ہوگا، اسے کوشش سے حاصل کرو۔ یہ توعوام کی روشن تھی۔

ترجمہ قرآن کے لیے علماء کرام میں فنی استعداد پر رoshni ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: بہرہ علماء کرام اور فضلاے کرام، ان کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن مجید کے ترجمے کے لیے تقریباً اکیس علوم میں محنت کرتے تھے۔ مثلاً صرف، نحو، معانی، بیان، بدائع، ادب، لغت، منطق، فلسفہ، حساب، جیومیٹری، فقہ، تفسیر، حدیث، کلام، جغرافیہ، تواریخ اور تصوف و اصول وغیرہ وغیرہ۔ ان علوم میں اپنی عمر کا کافی حصہ صرف کرتے تھے۔ جب نہایت جاں فشانی اور عرقزی سے ان علوم میں پوری مہارت حاصل کر لیتے تب قرآن شریف کے ترجمہ کی طرف توجہ کرتے، پھر بھی اتنی احتیاط سے کہ آیات متشابہت کو ہاتھ نہ لگاتے تھے، کیوں کہ اس قسم کی آیتیں رب تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے درمیان رazonیاZ میں اختلاف کو یار کے معاملہ میں دخل دینا روانہ نہیں۔

میان طالب و مطلوب رمزیت

کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

رہیں آیات مکملات، ان کے ترجمہ میں کوشش تو کرتے مگر گذشتہ سارے علوم کا لحاظ رکھتے ہوئے مفسرین، محدثین، فقہاء کے فرمان پر نظر کرتے ہوئے پھر بھی پوری کوشش کرنے کے باوجود قرآن کریم کے سامنے اپنے کو طفل مکتب جانتے تھے۔

ترجمہ قرآن میں علمائے کرام کا طریقہ اور عوام کی بدمذہبیوں سے ناآشنائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس کا طریقہ کار کافائدہ یہ تھا کہ مسلمان بدمذہبی، لا دینی کا شکار نہ ہوتے تھے۔ وہ جانتے بھی نہ تھے کہ قادیانی کس بلا کا نام ہے؟ اور دیوبندی کا کہاں بھوت ہے؟ غیر مقلدیت پنچریت کس آفت کو کہتے ہیں؟ چکڑالوی کس جانور کا نام ہے؟

علمائے وعظ خوف خدا، عظمت و ہیبت حضور محمد صطفیٰ ﷺ، مسائل دینیہ اور عملی معلومات سے بھرے ہوتے تھے۔ وعظ سننے والے وعظ سن کر مسائل ایسے یاد کرتے تھے جیسے آج طالب علم سبق پڑھ کر تکرار کرتے ہیں کہ آج مولوی صاحب نے فلاں فلاں مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ غرض کہ عجیب نوری زمانہ تھا اور عجب نورانی لوگ تھے۔

تبديل زمانہ کے ساتھ نادان دوستوں اور دوست نمائشمنوں نے عام مسلمانوں میں ترجمہ قرآن کرنے اور سیکھنے کا جو طریقہ اختیار کیا، اس کے متعلق فرماتے ہیں:

اچانک زمانہ کا رنگ بدلا، ہوا کے رخ میں تبدیلی ہوئی۔

بعض نادان دوستوں اور دوست نمائشمنوں نے عام مسلمانوں میں ترجمہ قرآن کرنے اور سیکھنے کا جذبہ پیدا کیا اور عوام کو سمجھایا کہ قرآن عوام ہی کی ہدایت کے لیے آیا ہے اس کا سمجھنا بہت سہل ہے۔ ہر شخص اپنی عقل و سمجھ سے ترجمہ کرے اور احکام نکالے، اس کے لیے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ عوام میں یہ خیال یہاں تک پھیلایا کہ لوگوں نے قرآن کو معمولی کتاب اور قرآن والے محبوب ہشیل تعالیٰ کو معمولی بشر سمجھ کر قرآن کے ترجمے بے دھڑک شروع کر دیے اور نبی ہشیل تعالیٰ کے کمالات کا انکار بلکہ اس ذات کریم سے برابری کا دعویٰ شروع کر دیا۔

اب عوام جہلایہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ خواندہ ناخواندہ انگریزی تعلیم یافتہ لغت کی تھوڑی باتیں یاد کر کے بڑے دعوے سے قرآن کا ترجمہ کر رہے ہیں اور جو کچھ اس کی ناقص سمجھ میں آتا ہے

اسے وحی الٰہی سمجھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں روزانہ نئے نئے فرقے پیدا ہو رہے ہیں اور ایک دوسرے کو کافر، مشرک، مرتد اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔

ہر مذہب کی دعوت الی القرآن کے بارے میں فرماتے ہیں:
 آج ہر بد مذہب ہر شخص کو قرآن کی طرف بلارہا ہے کہ آؤ میرا دین قرآن سے ثابت ہے۔ اسی پر فتن زمانہ کی خبر حضور سید عالم ہشائیت عالمیہ نے دی تھی اور ایسے دجالوں کا ذکر سرکار نے فرمایا تھا:

”يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ“
 وہ گمراہ گروہ ہر ایک کو قرآن کی طرف بلائے گا۔

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَإِذَا ذُكِرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخْرُجُوا عَلَيْهَا صُمًّاً وَعُمُيَانًاً“

مسلمان اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر گونگے اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے۔

مرزا غلام احمد ادیانی نے دعوہ نبوت کیا اور اپنی نبوت کے ثبوت میں قرآن ہی کو پیش کیا، اور کہا کہ قرآن کہتا ہے:

”اللَّهُ يَضْطَفِنِي مِنَ الْمَلِئَكَ تَرْسَلاً وَمِنَ النَّاسِ“.

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول اور پیغمبر چنان رہے گا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر، رسول آتے ہی رہیں گے وغیرہ غیرہ۔ غرض کہ انہاد ہند ترجیح بے ایمانی کی جڑیں۔ آنکھوں پر پٹی باندھ لو جو چاہو بکواس کرو اور قرآن سے ثابت کرو۔

ترجمہ قرآن کی دشواریوں کا ذکر کرتے ہوئے حکیم الامت فرماتے ہیں:

قرآن شریف عربی زبان میں اترًا۔ عربی زبان نہایت گہری زبان ہے۔ اولاً عربی زبان میں ایک لفظ کے کئی معنی آتے ہیں جیسے ”ولی“ کہ اس کے معنی ہیں دوست، قریب، مددگار، معبود، ہادی، وارث، والی۔ اور یہ لفظ ہر معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اب اگر ایک مقام کے معنی دوسرے مقام پر جڑ دیے جائیں تو بہت جگہ کفر لازم آجائے گا۔

پھر ایک ہی لفظ ایک معنی میں مختلف لفظوں کے ساتھ مل کر مختلف مضامین پیدا کرتا ہے۔ مثلاً شہادت بمعنی گواہی، اگر علیؑ کے ساتھ آئے تو خلاف گواہی بتاتا ہے اور اگر لام کے ساتھ

آئے تو موافق گواہی کے معنی دیتا ہے۔ لفظ قال بمعنی کہا، اگر لام کے ساتھ آوے تو معنی ہوں گے اس سے کہا، اگر قاف کے ساتھ آوے تو معنی ہوں گے اس کے بارے میں کہا، اگر من کے ساتھ آوے تو معنی ہوں گے اس کی طرف سے کہا۔ ایسے ہی دعا کہ قرآن میں اس کے معنی پکارنا، بلانا، مانگنا اور پوچنا ہیں۔ جب مانگنے اور دعا کرنے کے معنی میں ہوں تو اگر لام کے ساتھ آوے گا تو اس کے معنی ہوں گے اسے دعا دی اور جب علی کے ساتھ آوے تو معنی ہوں گے اسے بد دعا دی۔ اسی طرح عربی میں لام، من، عن، ب سب کے معنی ہیں سے لیکن اس کے موقع استعمال علیحدہ ہیں، اگر اس کا فرق نہ کیا جائے تو معنی فاسد ہو جاتے ہیں، پھر محاورہ عرب فصاحت و بلاغت وغیرہ سب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اور ظاہر ہے کہ علم کامل کے بغیر یہ نہیں ہو سکتا اور جب عوام کے ہاتھ پہنچ جائے تو جو کچھ ترجمہ کا حشر ہو گا وہ ظاہر ہے۔ اس لیے آج اس ترجمہ کی برکت سے مسلمانوں میں بہت فرقے بن گئے ہیں۔ یہ مترجم حضرات اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ جوان کے کیے ہوئے

ترجمہ کونہ مانے اسے مشرک، مرتد، کافر کہ دیتے ہیں۔ تمام علماء صاحبو کا فرجسجھ کر اسلام کو صرف اپنے میں محدود سمجھنے لگے ہیں۔ چنانچہ مولوی غلام اللہ خاں صاحب نے اپنی کتاب ”جوہر القرآن“ کے صفحہ ۱۲۳ سے ۱۲۴ پر لکھا کہ جو کوئی نبی، ولی، پیر، فقیر کو مصیبتوں میں پکارے وہ کافر و مشرک ہے۔ اس کا کوئی نکاح نہیں اور صفحہ ۱۵۲ پر تحریر فرمایا کہ اس قسم کی نذر و نیاز شرک ہے، اس کا کھانا خزیر کی طرح حرام ہے۔ اس فتویٰ سے سادے مسلمان بلکہ خود دیوبندیوں کے اکابر مشرک ہو گئے بلکہ خود مصنف صاحب کی بھی خیر نہیں، وہ بھی اس کی زد سے نہیں بچے۔

بتوں کی آیات، پیغمبروں پر کفار کی آیتیں مسلمانوں پر بے دھڑک چپاں کر کے مصنف (غلام اللہ خاں) نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا بھر کے علماء صوفی، مومین اور صالحین مشرک تھے اور مسلمان موحد۔ صرف میں ہی ہوں یا میری ذریت۔ بخاری شریف جلد دوم میں باب باندھا ہے:

”باب الخوارج والملحدین“ خارجیوں اور بے دینوں کا باب وہاں ترجمہ باب میں فرمایا:

”وَكَانَ إِبْرَاهِيمَ عَمَرَ يَرَاهُمْ شَرَّاً خَلْقَ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ إِنْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِنَا لَثِ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوا هَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ“.

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ان خارجی مخدوں کا اللہ کی مخلوق میں بدتر سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان بے دینوں نے ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کیا یہی طریقہ اس مخد (مولوی غلام اللہ) نے اختیار کیا۔ غرض کہ ترجمہ قرآن کرنا ہی ایسی بڑی بیماری ہے جس کا انجام ایمان کا صفائیا ہے۔ بے دھڑک ترجمے بڑی خرابیوں کی جڑ ہیں۔ اس سے قادری، پنجری، چکڑالوی، غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، مودودی، بابی، بہائی وغیرہ فرقے بنے۔ ان سب فرقوں کی جڑ خود ساختہ ترجمے ہیں۔

اپنی کتاب کی تصنیف کا سبب بتاتے ہوئے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعمی علیہ الحمد فرماتے ہیں:

اس بدتر حالات کو دیکھتے ہوئے میرے محترم دوست حضرت سید الحاج محمد معصوم شاہ صاحب قبلہ قادری، جیلانی نے بارہا فرمائش کی کہ کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جو میرے موجودہ ترجمہ

قرآن پڑھنے والوں کے لیے رہبر کا کام دے جس میں ایسے قواعد و
اصطلاحات اور مسائل بیان کر دیے جائیں جن کے مطالعہ سے
ترجمہ پڑھنے والا دھوکہ نہ کھائے۔

چوں کہ یہ کام بڑا تھا اور میں کثرت مشاغل کی وجہ سے بالکل
فارغ نہ تھا۔ اس لیے اس کام میں دیر لگتی رہی۔ اتفاقاً اس ماہ رمضان
المبدک میں میرے محترم ووست قبلہ قاری الحاج احمد حسن صاحب
خطیب عید گاہ گجرات میرے پاس ”جوہر القرآن“ لائے اور فرمایا کہ
آپ لوگ آرام کر رہے ہیں اور ملین اس طرح مسلمانوں کو ترجمے
دکھا کر گمراہ کر رہے ہیں، تب میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں نے
بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کے نکڑے کھائے ہیں، انھیں کے نام پر پلا
ہوں، ان کے دروازے کا ادنیٰ چوکیدار ہوں اگرچہ چوکیدار چور کو
آتے دیکھ کر غفلت سے کام لے تو مجرم ہے۔ اس وقت میرا
خاموش رہنا واقعی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم اور حضور سید عالم
ؑ کی رحمت پر بھروسہ کر کے اس طرف توجہ کی۔ اس
کتاب کا نام ”علم القرآن لترجمۃ الفرقان“ رکھتا ہوں۔ اپنے رب
کریم سے امید قبولیت ہے کہ جو کوئی اس کتاب سے فائدہ اٹھائے

وہ مجھ گنہ گار کے لیے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے میرے گناہوں کا
کفارہ اور توشہ آخرت بنائے۔

”وَمَا تَؤْفِيقُنِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوْكِيدُ كُلُّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ“.

انسانی قبیلہ سازی کا قرآنی مقصد

انسانی قبیلہ سازی کے تعلق سے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں
ارشاد فرماتا ہے:

”يٰ يٰ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى
وَجَعَلْنَاكُمْ شُعْرًا وَّقَبَةً لِتَعَارِفُوا“۔ (پ: ۳۶، ع: ۱۱)

اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا
کیا اور تمھیں شاخین اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ (نزال ایمان)
یعنی اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد حضرت آدم علیہ السلام اور
ایک عورت حضرت حواء سے پیدا کیا۔ نسب کے اس انتہائی درجہ پر
جا کر سب کے سب مل جاتے ہو تو نسب میں تقاضہ اور تقاضل کی
کوئی وجہ نہیں۔ سب برابر ہو، ایک جدا علیٰ کی اولاد، ایک دوسرے کا
نسب جانے اور کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف

نسبت نہ کرے، نہ یہ کہ اپنے نسب پر فخر کرے اور دوسروں کی تحقیر کرے۔ اس کے بعد اس چیز کا بیان فرمایا ہے جو انسان کے لیے شرافت و فضیلت کا سبب ہے اور جس سے اس کو بارگاہ الٰہی میں عزت خاص حاصل ہوتی ہے۔ (تفصیر خزانہ القرآن، ص: ۶۱۵)

اس تفہیر سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو خاندانی غرور میں آکر بے جا فخر و تکبر کرتے ہیں اور دوسری برادری کے مسلمانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں۔ شیخ، پٹھان، انصاری، منصوری، صدیقی، اور فاروقی وغیرہ خاندانی پیچائیں ہیں نہ کہ غرور و تکبر کا سبب۔ اس لیے قبیلہ و خاندان کی بناء پر فخر و تکبر کرنا جہالت و بد عقلی اور خیال شیطانی ہے۔ اصل سید نبی فخر و غرور جیسی صفت ذم سے پاک اور مبرئی ہوتا ہے۔

متقی مسلمان کی محبوبیت

قرآن کریم کی مذکورہ آیات کریمہ میں ”لِتَعَارُفُوا“ کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ إِعْنَدَ اللَّهِ أَتْقَنُكُمْ“۔ (پ: ۲۶، ع: ۱۳)

یعنی بے شک اللہ کے یہاں عزت والا وہ، جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (کنز الایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ مدار عزت و افضلیت کا پرہیز گاری ہے، نہ کہ نسب۔ (تفیر خزان القرآن، ص: ۶۱۵)

یعنی تم میں اگر کسی کو خدا کے نزدیک زیادہ فضیلت و عظمت حاصل ہے تو وہ متی پرہیز گار مومن ہے۔ مسلمان کی پرہیز گاری سے بڑھ کر مال و دولت، سلطنت و حکومت، خاندانی وجاہت اور حسن و جمال وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

جبشی غلام کی ایمان افروز شرط

ذکورہ بالا آیت کریمہ کاشان نزول یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی اقتداء میں ایک جبشی غلام ملاحظہ فرمایا، جو یہ کہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول کریم ﷺ کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے۔ اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سید عالمین ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے، پھر اس

کی وفات ہو گئی اور رسول کریم ﷺ اس کے دفن میں تشریف لائے۔ اس پر لوگوں نے کچھ کہا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر خزانہ القرآن، ص: ۶۵)

اس سے معلوم ہوا کہ یہاں مسلمان کی عیادت و مزاج پر سی کرنا اور اس کے جنازہ میں شریک ہونا سنت رسول ہے۔ جیسا کہ آقاے دو عالم ﷺ نے جبشی غلام کی عیادت کی اور اس کے دفن میں تشریف لائے، جس میں حضور پاک نے آقا غلام اور رنگ نسل کا کوئی خیال نہیں فرمایا۔

سادات کی آڑ میں دنیا کا شکار

میں نے ایک گشیدہ نسب کا دریافت کرده اور ساقط الاعتبار شخص کے بارے میں ایک قطعہ عرض کیا ہے۔
 کہتا ہے خود کو سید بے دین نسل والا
 جو پہلے راضی تھا، دل کا سیاہ کالا
 مکار ہے وہ اعلیٰ حضرت کا شعر پڑھ کر
 اپنے نسب کا کرتا ہے یوں ہی بول بالا

شیعہ رفضی خود کو سید کہتا اور لکھتا ہے۔ ناخواندہ جہاں اسے اصلی سید سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کی خوب تعظیم و تکریم کرتے ہیں کیوں کہ انھیں اصلی نقلی سید کا فرق معلوم نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے مکار آدمی اپنی تعظیم و خدمت کے لیے ان سے خوب ہاتھ پاؤں چو موatta اور دولت دنیا حاصل کرتا ہے۔ ایسے جعلی، ڈھونگی سادات کے بارے میں بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ "الدُّنْيَا جِهَفَةٌ وَ طَالِبُهَا كِلَابٌ". یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طالب گستہ ہیں۔ اس قسم کے جعلی سادات کی روایت قدیم ہے جو اہل علم پرروشن ہے۔ ڈھونگی لوگ نہیں جانتے کہ حصول دنیا کی خاطرا پنے باپ دادا کے سوا خود کو غیر کی طرف منسوب کرنا شرعاً سخت منع ہے۔ دراصل اس قبل کے لوگ سادات کی آڑ میں دنیا کا شکار کرتے ہیں جو قابل نفرت اور مذموم حرکت ہے۔

کرامت کی کرشمہ سازی

کرامت، ولایت سے مختص ہے اور یہ ولی اللہ کے لیے خاص ہے۔ خلاف عادت وہ حیرت انگیز بات جو کسی ولی کے قول و فعل اور

ارادہ سے ظاہر ہوا سے ”کرامت“ کہتے ہیں۔ جب کسی ولی سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے تو دیکھنے سننے والوں کی عقلیں حیران اور انسانی حکمت کی ساری موشگانیاں شرم کر رہ جاتی ہیں۔ جیسے حضور غوث اعظم بغدادی رض کا بیک وقت ستر میریوں کے گھر جا کر دعوت کھانا، پھر اسی وقت کے اندر اپنے جھرو میں ان کا موجود ہونا اور کھائے ہوئے مرغ کی ہڈیوں پر ”قُمْ بِإِذْنِ
اللَّهِ“ کہ کر اسے زندہ کر دینا۔

خواجہ اجمیری کے اشارے پر آنا سارگ کا سارا پانی ان کے ایک کوزہ میں آجانا، پھر اس کوزے کو الٹ دینے سے پورا تلاab پانی سے لبالب بھر جانا وغیرہ۔ یہ وہ محیر العقول باتیں ہیں جن کے سمجھنے سے انسانی عقل قاصر ہے۔ کرامت ولی کی یہی شان ہے کیوں کہ اس کی مرضی میں خدائی مرضی کام کرتی ہے۔ اولیا کی کراماتیں لاکھوں ہیں جن سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ ان کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے۔

کہا جو دن کو یہ شب ہے، تورات ہو کے رہی
تمھارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

کرامت اور مججزہ وغیرہ میں امتیازی فرق

عقیدہ: نبی کے دعویٰ نبوت میں سچ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا اعلانیہ دعویٰ فرماتے حالات عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا اور منکروں کو اس کے مثل کی طرف بلا تا ہے۔ اللہ عزوجلٰ اس کے دعوے کے مطابق امر محال عادی ظاہر فرمادیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں، اسی کو مججزہ کہتے ہیں۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناق، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سائب ہو جانا اور یہ بیضا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو جلا دینا اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو کوچھا کر دینا اور ہمارے حضور کے مججزے تو بہت ہیں۔

عقیدہ: جو شخص نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ کر کے کوئی محال عادی اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا، ورنہ سچ جھوٹ میں فرق نہ رہے گا۔

فائدہ: نبی سے جوبات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو، اس کو ارہا ص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو، اس کو

کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو، اسے معونت کہتے ہیں اور بے باک فجار یا کفار سے جوان کے موافق ظاہر ہو، اس کو استدران کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے۔

(بہادر شریعت، ج: ۱، ص: ۱۷)

مجزہ انبیاء کرام کے لیے خاص ہے۔ غیر نبی سے مجزہ کا صدور ناممکن اور امرِ محال ہے۔

کرامت کے متعلق فقہی احکام

کرامت کے متعلق فقہاء کرام فرماتے ہیں:

کرامت حق ہے، اس کا انکار کرنے والا گمراہ، بد مند ہب ہے۔

شرح فقہ اکبر صفحہ: ۹۵ / میں ہے:

”الْكَرَامَاتُ لِلأَوْلَيَاءِ حَقٌّ أَئِ ثَابَتٌ بِالْكِتَابِ
وَالسُّنْنَةِ“.

ولیاۓ کرام سے کرامتوں کا صادر ہونا حق ہے۔ یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اہل حق اتفاق دارند بر جواز و قوع کرامت از اولیاء و دلیل
بر قوع کرامت کتاب و سنت و تواتر اخبار است از صحابه و من بعد
هم تو اتر معنی“

یعنی اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اولیاء کرام سے
کرامت کا ظہور ہو سکتا ہے اور اللہ والوں سے کرامتوں کا صادر ہونا
قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور صحابہ و تابعین کی مسلسل خبروں
سے بھی واضح ہے۔ (اشیعۃ اللعات، ج: ۳، ص: ۵۸۵؛ انوار الحدیث، ص: ۳۸۵)

مسئله: اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے
ساتھ زندہ ہیں۔

مسئله: ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالح کا
طریقہ ہے۔

مسئله: ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے
سعادت و باعث برکت ہے۔

مسئله: انھیں ایصال ثواب نہایت موجب برکات وامر
ستحب ہے۔

مسئله: عرس اولیاء کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ

خوانی و نعت خوانی و وعظ والیصال ثواب اچھی چیز ہے، رہے
منہیات شرعیہ وہ توہر حالت میں مذموم ہیں اور مزارات طیبہ کے
پاس اور زیادہ مذموم۔ (بہار شریعت، ج: ۱، ص: ۷۹)

امین شریعت کی ولایت و کرامت

دنیاے سنیت میں شیخ طریقت امین شریعت، شبیہ مفتی عظم
ہند حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ سعیدین رضا خاں صاحب قبلہ
رضوی بریلوی مدظلہ العالی کی عظیم شخصیت ملکی سطح پر محتاج تعارف
نہیں ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات میں شریعت و طریقت اور
تقویٰ اور پرہیزگاری کی وہ تمام عمدہ باتیں پائی جاتی ہیں جو لوی ہونے
کی خاص نشانی ہے۔ اس بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ یقیناً ولی ابن ولی
ہیں اور آپ کے ولی ہونے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں
ہے۔

اب رہی بات آپ کی کرامات کی تو مسموع روایات کے
مطابق آپ کی کرامتیں بے شمار ہیں، جنھیں عوام و خواص نے
 مشاہدہ کیا اور یقینی طور پر محسوس کیا ہے۔ حالاں کہ آپ کی سب سے

بڑی کرامت قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کی پوری پیروی
ہے۔ پھر بھی مجین و معتقدین آپ کی کرامات کو دلچسپی کے
ساتھ پڑھنا اور سننا چاہیں گے۔ اس سلسلے میں اصحاب قلم
حضرات سے گذارش ہے کہ وہ حضور امین شریعت کی چشم دید
کرامات سے متعلق نفس واقعہ کو اپنے نام و مقام اور تخلیقی تاریخ کے
حوالوں سے لکھ کر رقم الحروف کے پتہ پر بھیج دیں تاکہ اس مجموعہ
کرامات کو کتاب کے اگلے ایڈیشن میں شائع کر دیا جائے اور خلاف
عادت آپ کے ظہور کرامات کا یہ باب تثنیہ نہ رہ جائے۔ فقط

تخلیقی تاریخ کرامات کی تحریک
رسوی، بھاگلپوری

نوری منزل، پوسٹ سبھان پور، کٹوریہ، وایا عمر پور

صلع بانکا (بہار) ۸۱۳۱۰۱

موباہل: 9955623646

امین شریعت کے والد علامہ حسین رضا خاں بریلوی

حضور امین شریعت کی اجمانی سوانح حیات اور ولایت و کرامات سے متعلق مبسوط مباحثت کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ آپ کے والد گرامی استاذ العلما حضرت علامہ مولانا حسین رضا خاں رضوی بریلوی حَمَدُ اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ کی حیات مستطاب کے چند گوشوں پر بھی روشنی ڈالی جائے تاکہ قارئین کی معلومات میں خوش گوار اضافہ ہو۔ استاذ العلما کے تمام افعال و کردار میں وہ ساری پاکیزہ خصوصیات موجود تھیں، جو اللہ والوں میں پائی جاتی ہیں۔ رقم الحروف کو ایک بار ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا، جس کا ذکر ماقبل میں کیا جاچکا ہے۔ آپ تمام دینی علوم و فنون میں کامل دست گاہ رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ زہدورع، عبادت و ریاضت اور حسن معاشرت میں یکتاںے روز گار تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ سنت اولیا کا حسین نمونہ تھی۔

اس باب میں استاذ العلما کے احوال زندگی کو امین شریعت کی تحریر دل پذیر سے واضح کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین اسے

دلچسپی سے پڑھیں گے، جس سے یہ معلوم ہو گا کہ جب امین شریعت کا یہ دینی مقام ہے تو ان کے والد ماجد کے علم و فضل، دین و تقویٰ اور عزت و کرامت کا کیا علم رہا ہو گا۔

اعلیٰ حضرت سے قرابت و نسبت

حضور امین شریعت اپنے مضمون میں اپنے والد ماجد علامہ حسین رضا خاں بریلوی علیٰ الحنفۃ کے بارے میں ازاول تا آخر قم طراز ہیں:

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیٰ الحنفۃ کے بھنھلے بھائی استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی علیٰ الحنفۃ کے آپ بھنھلے صاحبزادے تھے۔ آپ کو اعلیٰ حضرت سے فخر تلمذ حاصل تھا اور خلافت بھی۔ نیز اعلیٰ حضرت علیٰ الحنفۃ کی ایک صاحب زادی پہلے آپ کو منسوب ہوئیں تھیں، جن کا کچھ عرصہ بعد انتقال ہو گیا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ آپ فاضل بریلوی کے حقیقی بھتیجے، شاگرد رشید اور خلیفہ و دلماں تھے۔ حضرت نے اپنے دیوان میں جہاں خلفا کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں

انھیں اس طرح یاد فرمایا ہے۔

دے حسین وہ قبج ان کو
جس سے بڑے کھڑے مایتے یہ ہیں

علم و فضل اور درس و تدریس

تقریباً اکیانوے برس کی عمر پائی۔ حضرت مفتی اعظم ہند
پیر الحنفی سے صرف چھ ماہ بڑے تھے اور ان کے ہم سبق رہے
تھے۔ تعلیم گھر ہی میں منظر اسلام میں حاصل کی۔ غالباً اسی زمانہ
میں اعلیٰ حضرت حافظہ نجمی سے پڑھا بھی تھا۔ نیز معقولات کی کچھ
کتابیں رام پور جا کروہاں کے مشہور عالم حضرت مولانا ہدایت رسول
صاحب رام پوری سے بھی پڑھی تھیں۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ
تک مادر علمی دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف میں درس بھی دیا تھا۔

تلامذہ

شاگردوں میں بعض کے نام یہ ہیں:

شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب
پیلی بھیت، مولانا ابرار احمد صاحب صدیقی تلمہری، مولانا حامد علی

صاحب رائے پوری، خاندانی افراد میں مولانا سردار علی خاں صاحب عرف عز و میاں، مولانا اور یہیں رضا خاں صاحب، مولانا اعجاز ولی خاں صاحب، حضرت قدس علی خاں صاحب۔ جن میں اتفاق سے موخر ذکر کے علاوہ باقی تمام حضرات یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

مولائے کریم ان سب کی مغفرت فرمائے، آمین۔

نمایاں خصوصیات

حضرت والد ماجد علی الحسنہ میں خاندانی شرافت و نجابت و علمی قابلیت کے علاوہ اور بھی بے شمار خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ خدا واد ذہانت، زور قلم، حق گوئی و بے باکی، شفقتگی مزاج، حسن اخلاق، فیاضی طبع، سادگی، ایثار و قربانی، دین و ملت و مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ بیکراں۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جو ان میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھیں۔

اشاعتی خدمات

بعض نامساعد حالات کی بناء پر درس گاہ سے علیحدگی اختیار

کرنے کے بعد حسنی پریس کے نام سے ایک پریس قائم کیا تھا جو ایک زمانہ تک کام کرتا رہا اور کتب دینیہ بالخصوص رسائل اعلیٰ حضرت علی الحجۃ کی اشاعت کا کام اس سے بہت بڑے پیانے پر ہوتا رہا ہے۔ بہت سے رسائل تو اپنے صرف سے چھاپے اور مفت تقسیم کرائے۔ اس دور کو ہر حیثیت سے ان کی زندگی کا شاندار دور کہا جاسکتا ہے۔ اس وقت صحت بھی بہت اچھی تھی اور فارغ البالی بھی تھی۔ شہر کے رووسا میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

اسی زمانہ میں خلافت کمیٹی، ندوی تحریک، فتنہ وہابیت اور دوسرے اٹھنے والے فتنوں کے سدباب کے لیے شاہزادگان اعلیٰ حضرت حضرت ججۃ الاسلام حضرت مفتی عظیم ہند مدظلہ القدس و دیگر علماء کرام کے ہمراہ اعلیٰ حضرت کا وست راست بن کے کام کرتے رہے۔ جماعت رضاؑ مصطفیٰ بریلی کی ماضی کی شان دار خدمات میں آپ کا نامیاں حصہ تھا۔

حلقة احباب

حلقة احباب بہت وسیع تھا، جس میں علماء مشائخ کے علاوہ

شہر و بیرون شہر کے بہت سے رووسا ووکلا و بیر سڑان نیز سیاسی لیڈر، حکام اور اعلیٰ افسران، امیر و غریب غرض کہ ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے، جو آپ کے علم و فضل کے دل سے معترف تھے اور آپ کا ادب و احترام پوری طرح ملاحظہ رکھتے تھے۔ ان کی نشست گاہ پر صحیح سے لے کر شام تک مقامی و بیرونی لوگوں کی آمد و رفت کا تابنا بندھا رہتا تھا، جن میں ملنے والوں کے علاوہ ضرورت مند بھی کثیر تعداد میں ہوتے تھے۔

احباب کارنگ مجلس

ہمہ وقت مجلس گرم رہتی۔ مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی لیکن کبھی غیر مہذب ناشائستہ گفتگونہ فرماتے۔ انداز گفتگو اتنا پیارا اور دل پذیر ہوتا اور بات اتنی ٹھوس فرماتے کہ مخاطب کے دل میں اترجماتی اور وہ مطمئن ہو جاتا، طبیعت اتنی مرنجا مرنج اور شگفتہ پائی تھی کہ کیسا ہی معموم و متفکر انسان آپ کے پاس آتا لیکن تھوڑی ہی دیر میں سارا رنج و غم بھول جاتا۔ ہر ماحول میں اپنے لیے گنجائش پیدا کر لینا اور ہر وقت برجستہ دماغ سے ایسی بات نکالنا کہ جو پورے ماحول

پر اثر انداز ہو، اس میں کمال حاصل تھا۔

مسخروں کو خاموش کرنے کی حکمت

چنانچہ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ایک ایسی مغل میں شریک ہوئے تھے کہ جس میں انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے نوجوانوں کا ایک اچھا خاصاً گروپ بھی موجود تھا اور کچھ بزرگ اور عمر افراد بھی شریک مغل تھے، اور وہ نوجوان ایک خادم کو جو داع غ کا کچھ بودا تھا مغربی تہذیب کے مطابق انگریزوں کے بیرس (BEARERS) جیسا لباس پہننا کر اور اس طرح سجا کر لائے تھے کہ جب اس کا نام لے کر کوئی پکارتا تو وہ کھڑے ہو کر باواز بلند جواب میں یہ سر (YES) کہتا جس پر خوب قہقہے لگتے، تالیاں بجتیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے یہ تماشا ہو رہا تھا۔

آپ نے محسوس فرمایا کہ یہ بات اسلامی تہذیب اور اس مجلس کے آداب کے خلاف ہے کہ جس میں کچھ بوڑھے اور معزز لوگ بھی شریک ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس وقت سختی سے روکا جاتا یا تفہیم کا کوئی دوسرا انداز اختیار کیا جاتا تو اس سے ناخوشنگواری پیدا

ہونے کا قوی امکان تھا۔ لہذا آپ نے موقع پاکر خادم کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ یہ لوگ تھیں بے وقوف بنار ہے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو؟

اس نے دریافت کیا کہ پھر کیا کروں؟

فرمایا کہ اب گر کوئی آواز دے تو یہ سر (yes sir) کہنے کے بجائے زور سے ڈنکی (dunkey) کہنا۔ یہ انگریزی زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معنی گدھا کے ہیں۔ چنانچہ اس کے کچھ ہی دیر بعد جب کسی مسخرے لڑکے نے اسے آواز دی اور جواب میں خادم نے ڈنکی کہا تو ایک مرتبہ پھر لوگ زور سے ہنس پڑے مگر اس نوجوان پر جیسے اوس پڑگئی ہو، پھر کسی اور کو بھی آواز دینے کی جرأت نہ ہوئی اور ختم مجلس تک سکوت رہا۔ غرض کہ بر محل گفتگو، حاضر داعی اور ذہانت بلا کی پائی تھی۔

ذہانت کی جلوہ گری

شیخ الادب حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب عظیمی حضرت علی الحسن بن کہ انھیں بھی حضرت سے فخر تلمذ حاصل تھا، والدماجد حضرت علی الحسن بن کی

ذہانت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس زمانہ میں
حضرت درس دیتے تھے، معقولات کی بڑی بڑی کتابیں آپ کے
پاس رہا کرتی تھیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا کہ کسی ضرورت سے باہر
تشریف لے جاتے، ہفتہ عشرہ بعد شب میں واپس ہوتے اور صبح کو
بغیر مطالعہ کیے درس گاہ میں تشریف لے آئے اور پڑھانا شروع کر
دیا۔ مشکل سے مشکل سبق ہوتا طلبہ جو اس وقت کے محنتی اور ذہین
ہوتے تھے ہر طرف سے اعتراض کی بوجھدار کرتے اور آپ سب کو
یکے بعد دیگرے مسکت اور تسلی بخش جواب دیتے جاتے اور دو ران
سبق محسوس نہ ہونے دیتے کہ بغیر مطالعہ پڑھا رہے ہیں۔

سرکار دو عالم ہلیٰ تعالیٰ کی سیرت مقدسہ آپ کے اخلاق
حسنہ، اولیائے کرام کے حالات زندگی اور تاریخی واقعات کو اس خوبی
سے بیان فرماتے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے جس میں وکلا و بیرسٹران
بھی ہوتے تھے وہ بھی آپ کی گفتگو پورے انہماں اور توجہ سے سنتے اور
اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ اواں عمری میں کبھی تقریر فرمائی
ہوگی، جن لوگوں نے اسے سنا تھا انھیں میں سے ایک صاحب نے فرمایا
کہ تھا کہ مولانا نے تقریر کی طرف توجہ نہیں فرمائی ورنہ ہندستان میں

اپنے دور کے واحد مقرر ہوتے۔

تصنیف و تالیف

متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، جن میں دشت کربلا، نظام شریعت اور اسباب زوال طبع ہو چکی ہیں۔ انھیں دیکھ کر آپ کے زور قلم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ خشک سے خشک مضمون کو اس خوبی و سلاست سے تحریر فرماتے کہ اس میں دلکشی اور نکھار پیدا ہو جاتا اور پڑھنے والوں کو ایک خاص کیف محسوس ہونے لگتا ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ چودھویں کے آغاز میں پیدا ہونے والے کسی بوڑھے کا قلم ہے یا اس نئے دور کے کسی ادیب شہیر کا۔

شعر و شاعری

شعر و شاعری سے خاص دلچسپی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی کہ استاذِ زمان کے لخت جگرتے۔ اگرچہ بہت کم اشعار کہے ہیں لیکن جو کچھ کہے وہ بہت خوب ہیں۔ حضرت استاذِ زمان کا مشہور شعر ہے۔

جو سرپر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

آپ کی ایک نعت کا مطلع ہے جس میں اسی مفہوم کو یوں ادا فرمایا ہے

تری نعل مقدس جس کے سر پر سایہ گسترد ہے
وہی فرمان روانے ہفت کشور ہے سکندر ہے
دوسرے اشعار ملاحظہ فرمائیے:

خدا ہی جانے ان کے سر کی عزت اور عظمت کو
قدم ان کے جہاں پہنچے وہ عرش رب اکبر ہے
ترے الطاف بے پایاں تری چشم کرم مولا
ہمیں پر ہے ہمیں پر ہے، ہمیں پر ہے ہمیں پر ہے
ہمارے پاس تھا ہی کیا جسے قربان کر دیتے
یہ اک ٹوٹا ہوا دل ہے جو قدموں کی نچھاوار ہے
یہ مہر و ماہ بھی تو منتظر ہیں اک اشارے کے
زمیں پر آپ رہتے ہیں حکومت آسمان پر ہے
پلنے والے کیا پلٹے مقدر کا پلننا تھا
نہ یاں وہ سبز گنبد ہے، نہ یاں اللہ کا گھر ہے

غضب ہی کر دیا حسین طیبہ سے پلٹ آئے!
وہ جیتے جی کی جنت ہے، وہ جنت سے بھی بڑھ کر ہے

اتباع شریعت اور حب رسول

اتباع شریعت اور سرکار دو عالم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی سچی محبت جو آپ
کے والد ماجد اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حَفَظَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ
کی حیات مبارکہ کا بہترین سرمایہ تھا۔ اس سے بفضلہ تعالیٰ آپ
نے بھی حصہ وافر پیا تھا، اگرچہ درس تدریس کو چھوڑے ہوئے
ایک طویل عرصہ گذر چکا تھا لیکن سرکار کی بے شمار احادیث طیبہ
انھیں زبانی یاد تھیں، جنھیں وقت فوق العادی نشستوں میں بیان فرماتے اور
اکثر دینکھنے میں آتا کہ حدیث پاک بیان کرتے ہوئے آپ کے قلب
مبارک پر رقت طاری ہوئی اور آنسوؤں سے آنکھیں پُرم ہو گئی ہیں۔

علم دین بالخصوص قرآن و حدیث سے گہرا گاؤ طبیعت کو تھا اور
اس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ آپ نے اپنے تینوں لڑکوں کو دین
ہی کی تعلیم دلوائی۔ انتہایہ کہ اسکوں کی ابتدائی تعلیم سے بھی نا آشنا کھا۔
حالاں کہ چاہتے تو اس وقت اعلیٰ مغربی تعلیم دلو سکتے تھے۔

مغربی تعلیم پر ایک وکیل کو جواب

عزیز احمد خاں صاحب ایڈو کیٹ جو شہر بریلی کے ایک مشہور اور قابل وکیل تھے۔ آپ کے یہاں حاضر بیاش اور قدرے بے تکلف تھے۔ وہ کبھی کبھی کہہ دیا کرتے تھے کہ مولانا آپ سب بچوں کو نزا مولوی بنائے دیتے ہیں، کم از کم ایک کوتانگریزی پڑھائیے تو خوش اسلوبی سے ٹال دیتے اور فرماتے کہ ہاں انھیں نہ مولوی ہی بنانا ہے اور اسی میں اس کی فلاح ہے۔ آپ کی اپنی اولاد کے لیے خصوصاً دعا یہ ہوتی کہ اے رب کریم تو ان سب کو دین کا سچا خادم اور اعلیٰ حضرت کے علوم کا صحیح وارث بنادے اور ان سے دین کی وہ خدمت لے جس سے تو اور تیرارسول راضی ہو جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے تمام اعزاز و احباب اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے دعا فرماتے۔

سخاوت و فراخ دلی

احباب کے لیے دل کی وسعت کا یہ عالم تھا جس وقت جس کو کسی چیز کی ضرورت پیش آئی اور اس نے طلب کی فوراً بے تامل

دے دی پھر اس کی سمجھ میں آیا تو واپس کر دی ورنہ اس کے پاس رہی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ میری اہلیہ ایک بڑے گھرانے کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہی ہیں اور ان کے پاس فلاں زیور کی کمی ہے۔ آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ سے وہ زیور لے جا کر انھیں دے دیا پھر تا زندگی انھوں نے واپس نہ کیا، آپ نے بھی واپسی کا مطالبہ نہ فرمایا۔ اس سے بہتر آج کی دنیا میں ایثار و قربانی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ احباب میں سے کسی کی معمولی سی دل شکن گوارہ نہ فرمائی۔ آپ کی زندگی اس سلسلہ میں شاعر کے اس شعر کا صحیح مصدق تھی کہ

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیں ٹھیس نہ لگ جائے آگینوں کو

ان کے احباب میں سے بہت تو آپ کی حیات ہی میں دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور کچھ پاکستان کو منتقل ہو گئے تھے لیکن آپ تاحیات نے اس کو یاد فرماتے رہے۔ مرحوم کے لیے دعاء مغفرت فرماتے اور جو حیات سے تھے ان کے لیے صحت وسلامتی کی دعا فرماتے۔ مسلمانوں اور بالخصوص غریب مسلمانوں

سے آپ کو ہمیشہ قلبی تعلق اور گہرالا گوارہ۔

کار سازی و حاجت روائی

جہاں امر اور رؤوس آپ کی محفل میں ہوتے وہاں بہت سے ضرورت مند غریب بھی بیٹھے نظر آتے۔ کسی کو نوکری کی تلاش ہے تو آپ کے پاس چلا آرہا ہے، کسی کو امداد چاہیے، کوئی اپنے مقدمہ میں آپ کی سفارش کا طلب گار ہے، کسی کو اسکول یا کالج میں اپنے غریب بچے کی فیس معاف کرانا ہے۔ غرض کہ ہر قسم کی ضرورتیں لے کر لوگ آپ کی خدمت میں آتے رہتے اور کوئی ضرورت مند کسی وقت بھی آجاتا۔ آپ اپنے تمام ضروری کاموں کو پس پشت ڈال دیتے، پہلے اس کی سرگزشت سنتے اور اس کا کام کرنے کو تیار ہو جاتے۔ شہر اور اس کے نواح میں تمام سرکاری و نیم سرکاری مکھموں و کچھریوں، اسکولوں، کالجوں میں آپ کے جانے والے آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے بے شمار لوگ موجود تھے۔ قلم اٹھایا اور حسب ضرورت کسی کے نام سفارشی خط لکھ دیا۔ ضرورت محسوس کرتے تو نفس نفیس خود تشریف لے جاتے۔ آنے

والے نے اگر سواری کا انتظام کر لیا ہے تو فہرہ اور اگروہ اپنی غربت کی وجہ سے نہ کر سکا تو خود ہی سواری کر لی اور اس کا کرایہ اپنی جیب خاص سے ادا کر دیا اور بروقت سواری کا انتظام نہ ہو سکا تو پیدل ہی تشریف لے گئے اور اس غریب کا کام کر آئے۔

یہ ان کی زندگی کا وہ بہترین مشغله تھا جو اس وقت تک جاری رہا جب تک قویٰ میں توانائی باقی رہی اور آخر میں بھی جب کہ قویٰ جواب دے چکے تھے، یہ جذبہ بدستور باقی تھا۔ یہ اور بات تھی کہ اسے بروئے کار نہ لاسکتے تھے۔ بلا مبالغہ مختلف محکموں میں سیکڑوں کو ملازم میں دلوائیں، بہت سے ملزیں کو جو ناحق پکڑے جاتے رہا کروایا، کتنوں کی حکام سے سفارش کر کے سزا میں معاف کرائیں، کتنے ہی مسلمانوں کے آپس کے جھگڑے اور اختلافات ختم کرائے، ان میں صلح کرائی۔

اکثر ایسا ہوا ہے کہ صحیح کوناشتہ کے بعد مکان سے تشریف لے جاتے تو وہ پھر کو آتے اور پھر بعد عصر تشریف لے جاتے تو شب ۱۲۔ بنجے واپس آتے اور یہ سلا وقت دوسروں ہی کے کاموں میں گذرتا ہے مخلوقِ خدا کی خدمت میں صرف ہوتا۔

توکل علی اللہ کا اعلیٰ نمونہ

اپنے کاموں کا حال تو یہ تھا کہ پریس ختم ہونے کے بعد زمین داری کا کام کرنے لگے تھے لیکن جہاں کسی دوسرے کا کوئی کام سامنے آیا اور آپ دیہات سے شہر آگئے۔ آپ چاہے وہاں اپنا کتنا ہی نقصان ہو جائے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ گھر میں اور کسی کو تو کیا کہنے کی جرأت ہوتی۔ میری والدہ مرحومہ کبھی کہ دیتیں کہ گاؤں میں نقصان ہو رہا ہو گا، نوکروں کا کیا اعتبار جو چاہیں گے کریں گے تو آپ فرماتے تم بے وقوف ہو گئی ہواں سے میری عاقبت سنورتی ہے۔ رہا گاؤں کا معاملہ تو وہاں سے جو کچھ میری قسمت میں ہو گا مل ہی جائے گا۔ اس سے ان کی طبیعت کی قناعت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی زندگی دوسروں کے لیے وقف تھی اور ”خیر الناس من ینفع الناس“ کی آئینہ دار۔ آپ نے مخلوق خدا کی بے لوث خدمات انجام دیں، دوسروں کے لیے بہت کچھ کیا اور اپنے لیے بظاہر کچھ نہ کیا۔

صبر و شکر

یہی وجہ ہے کہ تقسیم ہند کے بعد جب حالات نے پلٹا کھایا، زمین داری کا خاتمه ہوا تو معاشی اجھنوں سے انھیں دوچار ہونا پڑا اگر اس وقت کو صبر و شکر سے گذارا اور کبھی ناشکری کے کلمات زبان پر نہ لائے اور بایں ہمہ علم و فضل ان کی زندگی، سادگی کا مرقع تھی کہ کوئی اجنبی ان کو دیکھنے کے بعد جلد یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ کوئی بڑے عالم ہوں گے۔ بقول حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی صاحب کہ انھوں نے چہلم کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا اور بالکل بجا فرمایا کہ ان کا علم و فضل اور ان کی ساری خوبیاں ان کی سادگی میں پوشیدہ تھیں۔ شہرت و نام و نمود سے ہمیشہ دور و لفور رہے۔

زندگی کے آخری ایام

گذشتہ چند سال سے بہت ضعیف ہو گئے تھے اور زندگی کے تمام ہنگاموں سے دور رہ کر اپنے اوقات عزیز کو خداوند قدوس کی یاد میں گذارتے۔ معمول کے مطابق نمازوں کی پابندی، اور اد

وضائف، صبح و شام کی تلاوت قرآن پاک کا سلسلہ جاری رہا اور جب اس کی سکت نہ رہی پھر بھی الحمد للہ والشکر للہ اور اللہ اللہ کا وردہ ہمہ وقت جاری تھا۔ یہاں تک کہ اللہ اللہ کہتے ہوئے ۵ رصف المظفر ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۸۱ء روز یک شنبہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (انا لله وانا اليه راجعون)

جناب سید اعجاز احمد صاحب رضوی جو ایک معمر اور دیانت دار آدمی ہیں، غسل میں شریک تھے۔ انہوں نے لفظ بیان فرمایا کہ دوران غسل زبان مبارک سے اللہ فرمایا۔ (العلم عند اللہ)

استاذ العلماء کی چند اనمول باتیں

استاذ العلماء حضرت علامہ حسین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی وہ چند انمول باتیں جونہ صرف مفید ترین اور قابل عمل ہیں بلکہ ہر دین دار کے لیے آؤزیہ گوش بنکر رکھنے کے لائق ہیں۔

(۱) حرام کا مال رہتا نہیں، بہتا ہے۔ (۲) ہر مصیبت درس عبرت ہے۔ (۳) مصیبت پر رونا دوہری مصیبت ہے۔ (۴) صبر اور چارہ کار کی تلاش بہتر ہے۔ (۵) خدا کا دوست سب کا دوست ہے

اور اس کا نافرمان کسی کا دوست نہیں۔ (۲) جس نے خدا سے عہد شکنی کی، اس سے امید و فاکیسی۔

(سیرت اعلیٰ حضرت، مہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اپریل ۱۹۸۱ء، ص: ۳۰-۳۳)

حضور امین شریعت: اہل علم کی نظر میں مفکرِ اسلام حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی

دام ظله النورانی

خانوادہ اعلیٰ حضرت میں استاذ زمان حضرت علامہ حسن رضا خاں حسن بریلوی علیہ الحنفۃ (برادر اعلیٰ حضرت) کا مقام بڑا بلند ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی اشاعت میں بڑا حصہ لیا، صحافت کے میدان میں بھی آپ کی خدمات تاریخی حیثیت کی حامل ہیں۔ آپ ایک اچھے شاعر اور داعی دہلوی کے شاگرد تھے۔ غزل و نعت کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں، ثمر فصاحت اور ذوق نعت۔ آپ ہی کے صاحب زادہ گرامی وقار تھے، فصح اللسان حضرت علامہ حسین رضا خاں علیہ الحنفۃ جن کی زیارت کا شرف راقم الاحروف کو حاصل

ہے، عرسِ اعلیٰ حضرت کے وقت حاضری کے دوران اور غیر عرس میں بھی متعدد مواقع پر آپ سے ملاقات رہی ہے، آپ کے فرزندوں میں حضرت علامہ سعید طین رضا خاں صاحب بریلوی دامت برکاتہم العالیہ سے بھی بہت بار ملاقات کی ہے۔ ایک بار ملاقات ہوئی تو میں اپنا نام بتا دیا کہ اکثر زیادہ دنوں کے بعد ملاقات ہونے کی وجہ نام یادداشت میں نہیں رہتا تو فرمایا: آپ کو کون نہیں جانتا، یعنی حضرت کی یادداشت میں میری شناخت مع نام تھی۔ ادھر کچھ سالوں سے ضعف کی وجہ سے عرسِ اعلیٰ حضرت میں شاید حضرت کی شرکت نہیں ہوئی اس لیے کئی سال سے ملاقات نہ ہو سکی، حضرت مستقل طور سے کانکیر مددیہ پر دلیش میں قیام پذیر ہیں۔ حضرت علامہ امین شریعت دامت برکاتہم العالیہ، سرکارِ مفتیِ عظیم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے پرتوہیں اور زہد و تقویٰ میں ممتاز۔

حضرت مدظلہ العالی سے جب بھی ملاقات ہوئی بڑے ہی اخلاقِ کریمانہ سے پیش آئے اور ہر طرح کی خیریت دریافت کی، ایک عالم دین کی جوشان ہوئی چاہیے وہ آپ کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی ہے حسن سلوک کے تو آپ پیکر ہیں سنبھیگی و متنانت کوٹ

کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ میں آپ کے فیضان کا بادل خوب خوب بر س رہا ہے، ہندوستان کے دیگر خطوں میں بھی آپ کے عقیدت مندوازادت مند پائے جاتے ہیں، اور اکثر ہی آپ کے اخلاق و سنجیدگی کے پرتو ہیں۔ کالمیر، رائے پور اور دیگر مقامات پر آپ نے کئی ایک دینی ادارے قائم کیے جو دین و سینیت کی خدمت کرتے ہیں، اور فیضان اعلیٰ حضرت کے جلوے کبھیر رہے ہیں۔ اس وقت خانوادہ اعلیٰ حضرت میں سب سے بزرگ شخصیت آپ ہی کی ہے۔ خداۓ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

مجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارکپور، عظم گڑھ

کیم ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ / ۲۲ جنوری ۲۰۱۵ء

حضرت مولانا عبدالرحمٰن خان قادری

دام ظله العالی

نبیرہ استاذ ز من حضرت علامہ مولانا بسطیں رضا خاں صاحب قبلہ مد ظله العالی کی علمی شخصیت گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے۔ حضرت کے خاندان نے ابتدا ہی سے دینی و مسلکی خدمات کو اپنا حسین ترین مشغله قرار دیا۔ آج بھی اس خاندان کے عظیم و باوقار افراد دین و سنت کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں اور عوام کے دلوں میں رشد و ہدایت کی چاندی بکھیر رہے ہیں۔

میں ان کے نام کی تابانیوں سے

ہر اک عالم کو روشن کر رہا ہوں

شیخ طریقت حضرت علامہ بسطیں رضا خاں صاحب قبلہ کی ذات و صفات اور ان کی مسلکی و گراں قدر خدمات کو قلم بند کر کے عوام کو علماء مشائخ کی محبت و عقیدت کے جامِ شیریں سے سرشار کرنا یقیناً بڑا کام بھی ہے اور سنت کی عظیم خدمت بھی۔

الحمد للہ! یہ سعادت حضرت مولانا محمد تحسین عالم تحسین رضوی

بھاگپوری دام ظلہ کے حصے میں آئی۔ خدائے کریم بطفیلِ رسول حیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس کا رخیر پرجزاۓ کثیر عطا فرمائے اور قبولیتِ عامہ کے شرفِ خاص سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین۔
بجاِ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

اسیرِ مفتیِ عظیم، گدائے قادری

عبد الرحمن خان قادری

منظراً سلام بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی شمس الہدی مصباحی دام ظلہ

خانوادہ رضا کے سپوتوں میں جن پر اہل سنت کو ناز ہے،
صاحبِ ورع و تقویٰ، مظہرِ سیدی و مرشدی سرکار مفتی عظیم، حضرت
علامہ مفتی محمد سبطین رضا غال صاحب قبلہ دام ظلہ السامی کی ذات والا
صفات بھی ہے۔

آپ نے مسلکِ رضا کی پاسبانی و نگہبانی اور اس کی ترویج و
اشاعت میں نمایاں کردار ادا فرمایا ہے۔ صوبہ مدھیہ پردیش خاص
طور پر قابل ذکر و فخر ہے۔ میرے آقائے نعمت مرشدی الکریم،

قطب عالم سرکار مفتی عظیم^{للہ تعالیٰ} کے معتمدین میں ہونا ہی آپ کی عظمتِ شان کے لیے کافی و دافی ہے۔

محمد شمس الہدی مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

و مسئول دار الافتخار نزلا بیمان، انگلستان

۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

ماہر رضویات حضرت مولانا محمد شہاب الدین رضوی

دام ظله العالی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے خانوادے کی عظیم المرتبت اور ہم باشان شخصیت، امین شریعت، رہبر طریقت حضرت علامہ مفتی سبیطین رضا قادری بریلوی، استاذ العلما حضرت علامہ حسین رضا خان بریلوی کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضرت امین شریعت کی ذاتِ بارکات خاندان امام احمد رضا کی بزرگ ترین ذاتِ گرامی ہے۔ آپ اپنے اندر سادگی، زهد و تقویٰ حلم و بردباری، عجز و انکساری، ہشفقت و محبت اور علمی جلالت کے

ساتھ فنِ تفسیر و حدیث اور فقہ حنفی میں مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ عظیم فقیہ و محدث ہونے کے ساتھ ایک بہترین نبض شناس طبیب بھی ہیں۔

احقر

محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ
ڈاکٹر اسلام ریسرچ سینٹر برلنی شریف

حضرت علامہ مولانا محمد عاقل رضوی مصباحی

دام ظله العالی

نبیرہ استاذ زمن مخدوم العلماء حضرت علامہ مولانا الشاہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ اپنے قول عمل اخلاق و کردار میں نمونۃ اسلاف اور زہد و ورع، خلوص و للہیت، تقویٰ و طہارت جیسے اوصاف جلیلہ میں حضور مفتی عظم ہنفیؒ کا عکس جیل ہیں۔ بیعت و ارادت کے تعلق سے ان کی دینی و مسلکی گراں قدر خدمات کا دائرہ تقریباً نصف صدی کے عرصہ دراز کو محیط ہے۔ ملک کے طول و عرض میں ان کے دست حق پرست پر بے

شمار لوگ سلسلہ قادریہ رضویہ سے منسلک ہوئے۔ بالخصوص چھتیس گڑھ میں بستی بستی قریہ قریہ آپ کے ارادت مند کثیر تعداد میں نظر آتے ہیں۔ رقم الحروف بارہ تیرہ سال مسلسل رمضان المبارک کے موقع پر بسلسلۃ تراویح بلاسپور، چھتیس گڑھ جاتا رہا۔ بفضلہ تعالیٰ! یہ صوبہ نجدیت و وہابیت کے ناپاک جراثیم سے بڑی حد تک محفوظ ہے، پورا قصبه خوش عقیدگی کا گھوارہ ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ اس تناظر میں جہاں دیگر علماء مشائخ کی گراں قدر خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ وہیں حضور امین شریعت کی شب و روز کی مسائی جمیلہ تاریخ ساز حیثیت کی حامل ہیں۔

آج جب کہ ہمارے اکابر علماء مشائخ کیے بعد دیگرے بڑی تیزی کے ساتھ ہمارے درمیان سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں، نبیرہ استاذ زمین کا وجود مسعود پوری جماعت اہل سنت کے لیے قابل افتخار سرمایہ ہے۔

خود سری، بے راہ روی کے اس پر فتن دور میں اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ اپنے بزرگوں کے افکار اور کارناموں کی روشن تاریخ رقم کی جائے جو آنے والی نسل کے لیے نشان منزل قرار پائے۔

اسی اہم مقصد کے پیش نظر ذوالجہ و الجاہ حضرت علامہ مولانا تحسین عالم صاحب رضوی بھاگل پوری مدظلہ العالی نے نبیرہ استاذ زمن علامہ سعیدین رضا خاں بریلوی کے افکار و کارناموں پر مشتمل کتاب ترتیب دی ہے۔ کتاب کامطالعہ تونہ کر سکا لیکن مصنف زید مجدد کی قلمی ثقاہت اور کتاب کے مشمولات کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر امید واثق ہے کہ مصنف کی یہ کتاب ہر حلقہ ہر طبقہ میں شرف قبول عام کا اعزاز حاصل کرے گی اور اس کے روشن نقوش نسل نو کے لیے سامان رشد و بدایت ثابت ہوں گے۔

اللہ رب العزت جل جلالہ مصنف کے قلم کو مزید استحکام اور ان کو مزید دینی خدمات کی توفیق رفیق بخشنے۔ آمین بجاه النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد عاقل رضوی غفرلہ

صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام

سوداگران، بریلی شریف

۲۷ جنوری ۲۰۱۵ء

حضرت مولانا محمد علی فاروقی دام ظله العالی

چھتیس گڑھ کی دھرتی کو جن عظیم ہستیوں کے قدوم میمنت لزوم کے چونے کا شرف حاصل ہے، ان میں نبیرہ اعلیٰ حضرت امین شریعت حضرت مولانا سب طین رضا خان صاحب کی اہم شخصیت ہے۔ جنہوں نے اپنے فیوض و برکات سے علاقے کے ایک عظیم خطہ کو فیضیاب کیا اور فیضان اعلیٰ حضرت کا جلوہ دکھایا۔ آپ کے تقویٰ و طہارت و تصلب فی الدین اور استقامت اعلیٰ اشریعت پر ایک دنیا گواہ ہے۔

غالباً ۱۹۶۳ء یا ۱۹۶۵ء میں آپ مدرسہ اصلاح المسلمين و دارالیتامی رائے پور تشریف لائے۔ اس وقت خلیفۃ اعلیٰ حضرت محسن ملت حضرت مولانا محمد حامد علی فاروقی صاحب مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند کیے اس علاقے کو اپنے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے تھے۔ مدھیہ بھارت کے ہر گاؤں دیہات اور قصبه میں آپ کی مسائی جمیلیہ اور آپ کے تبلیغی دورے سے سنیت کی باد بھاری رقص کر رہی تھی، جگہ جگہ فیضان اعلیٰ حضرت کا چشمہ ابل رہا تھا۔

حضرت امین شریعت جب آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے خانوادہ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ کو اپنے گھر کا مہمان بنایا۔ اس وقت کانکیر ایک چھوٹی سی بستی تھی جو غیر مسلم آبادیوں سے گھری ہوئی تھی۔

کیش کال کا جنگل خطرناک جانوروں کی آماجگاہ تھا۔ رات کے اندر ہیرے میں ہی نہیں بلکہ دن کے اجائے میں بھی شیر چیتے کی دھاڑ اور ان کی آواز سے جنگل گونجتا رہتا تھا۔ اس وقت حضرت محسن ملت علیہ السلام نے آپ کو وہاں کی امامت کے لیے روانہ فرمایا۔ بریلی جیسے با رونق شہر سے آنے والے کے لیے کانکیر جیسی اجڑ بستی میں ملنا دشوار طلب کام تھا۔ مگر حضرت محسن ملت کی ہمت افزائی اور خدمت دین کے جذبے نے آپ کو وہاں اسی طرح بسایا کہ آج وہاں کا چپچپہ۔ آپ کے فیوض و برکات کا عکس جمل بنا اپنی تاریخ سنار ہے۔

نومبر ۱۹۸۵ء میں جانشین اعلیٰ حضرت حضرت تاج الشریعہ کا میں نے چھتیس گڑھ کے لیے ایک ہفتہ کا پروگرام بنایا۔ اسی موقع پر رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری صاحب علیہ السلام حضرت تاج الشریعہ اور حضرت امین شریعت اصلاح المسلمين میں ایک ساتھ

تشریف فرماتھے۔ چھتیس گڑھ کی تعلیمی پسمندگی پر گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت امین شریعت نے فرمایا کہ حضرت محسن ملت علیہ السلام نے پورے علاقے میں سنیت کو انتہائی مضبوطی دی۔ میں جہاں گہا وہاں ان کا نقش قدم پیا۔ جدھر سے گزرا دھران کی قربانیوں اور برکتوں کا مشاہدہ کیا مگر تعلیمی اعتبار سے یہ علاقہ آج بھی پسمندہ ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے میری طرف دیکھ کر استفسار فرمایا۔ تب علامہ ارشد القادری صاحب نے موسم گرمائیں کو چنگ کلاس کا مشورہ دیا۔ حضرت امین شریعت نے تائید کی اور تاج الشریعہ نے دعائیں دیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج مدرسہ میں مسی و جون میں کالج اور اسکول کی چھٹیوں کے موقع پر کثیر تعداد میں اسکولی طلبہ اس کا فیض حاصل کر رہے ہیں۔

اسی سال ۱۳۰۷ رب مبر ۱۹۸۵ء کو شاہ بانو کیس کو لے کر مدھیہ پردیس اور اڑیسہ کے ہزاروں فرزندانِ توحید مدرسہ اصلاح اسلامین و دارالیتامیٰ کے زیر اہتمام "مسلم پرنسل لامکانفرنس" میں شرکت کے لیے امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح جمع ہو گئے۔ اسلام پر مرنے جیئے کا پیغام لیے ہر طرف سے امنڈتے عاشقانِ

مصطفیٰ ہاشم علیہ السلام کے لیے یہ ایک بہترین پلیٹ فارم تھا۔ کافرنس کے بعد اس مشن کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں نبیرہ اعلیٰ حضرت امین شریعت حضرت مولانا سعید بن رضا خاں صاحب قبلہ کو صدر بنانے کا میں شریعت کے خطاب سے نوازا گیا اور مجھے جزل سکریٹری کے منصب کے لائق سمجھا گیا۔ میں نے حضرت کی سرپرستی میں شریعت کے تحفظ کے لیے اور ملت میں دینی بیداری کے لیے پورے علاقے میں جلسہ کا پروگرام بنایا۔ جس میں رائے گزہ، بلاس پور، راج ناند گاؤں، درگ، اور جگد پور وغیرہ کا جلسہ نہایت کامیاب جلسوں میں شمار ہوتا تھا جس میں ہمارے ساتھ ۳۰ علمائے کرام کا ایک گروپ ہوتا تھا جو ہر جگہ اپنی شعلہ بیانی سے تعلیمی اہمیت پر تقریر کرتے اور تقریر کے بعد سامعین نبیرہ اعلیٰ حضرت کے ہاتھوں مرید ہو کر فیضان اعلیٰ حضرت حاصل کرتے۔ اسی طرح ہماری کوششوں سے ایک عظیم حلقة ان کے دامن سے وابستہ ہو کر مسلک اعلیٰ حضرت کا علم بردار بھی بن گیا اور تعلیم کا پیغام بھی گھر گھر پہنچ گیا۔ غرض کہ حضرت امین شریعت کی پوری زندگی تقویٰ و طہارت اور اخلاق و عمل کی جیتنی جاگتی تصویر اور فیضان

رضائی عملی تعمیر ہے۔

فقط خلوص کار

محمد علی فاروقی

مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمين و دارالیتامی

رائے پور، چھتیس گڑھ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ / ۱۵ فروری ۲۰۱۵ء

Mob:09425231208

حضرت مولانا محمد سلیم رضوی بریلوی دام ظله العالی

حاماً و مصلیاً و مسلماً

گلتان نقی علی خان ایک شفقتہ اور معطر پھول کا نام ہے،
 حضرت علامہ سبیطین رضا خان بریلوی دامت برکاتہم کا تعلق خانوادہ
 نقی علی خان کی اس حسنی شاخ سے ہے جو امام اہل سنت، مجدد اعظم
 سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر گرامی استاذ ز من حضرت
 علامہ حسن رضا خاں صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہے۔ آپ حضرت استاذ
 ز من کے پوتے اور اعلیٰ حضرت کے برادر زادہ اور داماد حضرت علامہ

حسنین رضا خال علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ آپ کی شہرت و مقبولیت کے لیے یہی بھاری بھر کم نبیتیں ہی کافی تھیں۔ مگر ان نسبتوں اور خاندانی امتیازات و اعزازات کے ساتھ آپ کے اندر علم، تقویٰ، اخلاص، دین و مسلک کی گراں قدر خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروع کا جذبہ یہ وہ تمام ذاتی خوبیاں ہیں جو آپ کی شخصیت میں چار چاند لگاتی ہیں۔ بلاشبہ آپ ہم شیعہ مفتی اعظم ہند، مظہر مفتی اعظم ہند اور نمونہ اسلاف ہیں۔ آج ضرورت بھی ہے اس بات کی کہ ہم اپنی نسل نو کے سامنے اپنے بزرگوں کے حالات و معمولات کو عمده انداز میں پیش کریں تاکہ ہماری نسل جدید اپنے اسلاف کی زندگی کو مشعل راہ بنا کر اس کی روشنی میں اپنے مستقبل کو سنوارنے کے خطوط تعین کرے۔ ماشاء اللہ اس ضرورت کو نہایت ہی بہتر انداز میں پورا کیا ہے ماہ نامہ اشرفیہ کے نائب مدیر محترم مولانا طفیل احمد صاحب رضوی کے والد گرامی حضرت مولانا تحسین عالم صاحب بھاگل پوری مدظلہ نے۔ مولانا تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

محمد سلیم بریلوی

مدیر اعزازی ماہ نامہ اعلیٰ حضرت

و استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلوی شریف

حضرت مولانا مفتی محمد ساجد رضا مصباحی

دام ظله العالی

بریلی شریف کی موجودہ علمی و روحانی شخصیات میں ایک نمایاں نام پیر طریقت، امین شریعت حضرت علامہ مفتی شاہ سب طین رضا خاں بریلوی دام ظله العالی کا ہے۔ آپ ایک عظیم خانوادے کے فرزند ہونے کے ساتھ بے شمار خوبیوں اور اوصاف و مکالات کے حامل ہیں۔ آپ مفتی عظم ہند عالیٰ الحنفۃ کے ”شیبیہ“ کہے جاتے ہیں اور صحیح معنوں میں آپ کے اندر تقویٰ و طہارت اور علم و فضل کے جو اعلیٰ اوصاف ہیں، ان کے پیش نظر آپ کو ”شیبیہ مفتی عظم ہند“ کہا جانا بالکل درست ہے۔

مادیت کے اس دور میں دنیا اور اہلِ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے محض رضائے الہی کے لیے دین کی خدمت اور بندگانِ خدا کے رشد و ہدایت کے لیے صحیح و شام کوشش رہنا آپ کا امتیازی وصف ہے۔ آپ کا حلقةٰ ارادت کافی وسیع ہے۔ ایم پی، چھتیس گڑھ، راجستھان، اڑیسہ اور ملک کے مختلف علاقوں میں

دعوت و تبلیغ کے حوالے سے آپ کے اسفار ہوتے ہیں اور الحمد لله
جہاں تشریف لے جاتے ہیں، آپ کی ذات سے سنت کا بول بالا
ہوتا ہے۔ آپ کی شخصیت یقیناً ہمارے لیے عظیم نعمت ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے اوپر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

محمد ساجد رضا مصباحی

استاذ جامعہ صدیہ پھنوند شریف، ضلع اوریا (بیوپی)

میرے سبطیں

از قلم:- حضرت مولانا محمد کاشف رضا حقیقی سہیل پوری اڑیسہ

چودھویں کے چاند سے کیا کم مرا سبطیں ہے
ہم شبیہِ مفتیِ عظم مرا سبطیں ہے

اے جہاں والو! مبارک ہو تمھیں اپنی جہاں
میری دنیا، میرا جگ، عالم مرا سبطیں ہے

قادری، چشتی، سہروردی سلاسلِ اربعہ
جس جگہ ملتے ہیں وہ سنگم مرا سبطیں ہے

عقل نے اپنے نگاہوں سے پیا جائے کے
عشق نے بڑھ کر کہا زمزم مرا سبطیں ہے

زخم کیا بھی ہو لے کر جائیے کانکنیر میں
ہر زخم کے واسطے مرہم مرا سبظین ہے

جس کے دم سے سنیت آباد چھتیں گڑھ میں ہے
وہ میجا اور وہ ہدم مرا سبظین ہے

اعلیٰ حضرت، مفتی عظم کا فیضانِ کرم
کرتا ہے تقسیم جو ہر دم مرا سبظین ہے

کیوں ڈروں میں گردشِ ایام سے کاشفِ رضا
میں ہوں سبظینی مجھے کیا غم مرا سبظین ہے

اہل علم کے تاثرات

مرشد طریق حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں صاحبؒ

سجادہ نشین حافظہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف،

نبیرہ استاذ زمکن حضرت علامہ مولانا محمد سبطین رضا خاں صاحبؒ
حضرت میں اہم شخصیت کے حامل ہیں۔ اکی دینی اور مسلکی خدمات
خدمات کے تعلق سے اکثر بریلی شریف سے باہر رہے۔ سلسلہ عالیہ
میں اہم کردار ادا کیا۔ ضعف و نقصہت کے عالم میں بھی رشد و ہدایت
ان کی ذات اہل سنت کے لیے غظیم سرمایہ ہے۔

منظراً سلام حضرت معلامہ عید احمد بن نعمانی مصباحی

بانی و مہتمم دارالعلوم قادریہ، چہریاً گوت، بریلی

وہ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی دامت برکاتہمؒ
الرحمۃ والرضوان کے سچے پرتو اور زہد و تقویٰ میں متاز ہیں۔ ایک عالیہ
وہ آپ کے اندر بدرجہ ائمہ پائی جاتی ہے۔ حسن سلوک کے تو آپؒ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مدحیہ پردیش اور چھتیس گڑھ میں آپؒ
برس رہا ہے۔ اس وقت خاتوادہ اعلیٰ حضرت میں سب سے بزرگ ٹھنڈے